خونِ آرزو

ایڈیشن ۲

یعنی

حسرت انگیز - نتیجہ خیز - با اثر ناول

(مصنفہ)

جناب منشی محمد حسن صاحب وحشی بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ

باہتمام خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد غفرلہ اللہ الصمد

(بار دوم)

بعد حفظ حق تالیف ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

مطبع نامی لکھنؤ میں چھپا

اشتہارات

عثمان مریم - مؤلفۂ لالف الیثو نش
ایجنٹ لندن جسمین جنگ صلیبی کے بعض
جنگ اور سلاطین یورپ کے مختصر سوشل
حالات کے ساتھ پردۂ نسوان کے فوائد کا
ذکر ہے قیمت فی جلد ۱۲ ر

جفائے ناز - حضرت وحشی نگرامی کی
تالیفات سے چشم بددور یہ ناول بھی آنکھون سے
لگانے کے لائق ہے بندش حسب محاورات
صحیح و درست عبارت خوب قصہ مرغوب
بول چال پیاری زبان ایسی جیسے دل صدقے
جان واری قیمت فی جلد ۸ ر

نسیم آرزو - اس ناول کی خوبی عبارت پر
اگر لحاظ نہ کیا جاوے تو عبرت آمیز درد کا
بھرا ہوا قصہ ہے قیمت فی جلد ۱۲ ر

مجموعۂ سرگذشت - اگرچہ یہ ناول کے
طرز پہ لکھا گیا ہے مگر یہ صحیح تاریخ اوسی
زمانہ کی ہے کہ جب ہجری ۴۱۵ لکھا جاتا تھا
اور غازی سلطان محمود مرحوم نے اسلامی
شمشیر ون سے خون کے دریا بہا دیے بہادر
بت پرستون کے ہاتھون کے طوطے اڑا دیے تھے
یہ ناول نہین ہے بلکہ جنگ سومنات کا
پورا فوٹو ہے قیمت فی جلد ۱۲ ر

معشوقۂ عرب - اس ناول مین
مصنف نے اہل عرب اور ترک کے طر
اچھے پیرایہ مین فوٹو اوتارا ہے قیمت

شیل نتی - یہ سچا قصہ بطرز
منشی عبدالحفیظ صاحب سبا
تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۴ ر

ماریہ سلطانہ - اس ناول مین
غریب حیرت انگیز سرگذشت لکھی گ
جو پہلی صدی ہجری کی یادگار ہے
قیمت فی جلد ۴ ر

سعید و زکیہ - اس ناول مین
یہ لطف دکھایا ہے کہ پورا پورا قصہ
زبان سے بیان کیا ہے اور اس
اپنی بیتی آپ خوب کہی جاتی ہے
دکھایا ہے قیمت فی جلد ۴ ر

اشک خون یا لاڈلا بیٹا
ناول مین اولاد کو تعلیم و تربیت
سے بے بہرہ رکھنے کے خراب
گئے ہین قیمت فی جلد ۴ ر

عمیر و ریحانہ - اس ناول

ریب

رات کا ابتدائی حصہ گزر کر قریب نو بجنے کے پہونچ گیا تھا - آسمان کا کالا کالا رنگ دون کی آب و تاب سے عجیب جگمگاہٹ پیدا کر رہا تھا - قمری مہینہ کے عشرہ کا چاند افق مشرق سے بلند ہو چکا تھا - ہلکی ہلکی چاندنی درختوں کے پتوں پر پڑ پڑ کر لفریب سمان پیدا کرنے لگی تھی - عشاق دلفگار کے نالے بلند ہو ہو کر آسمان کے انے کی کوشش کر رہے تھے - اور آہ جگر سوز کا دھوان دنیا کو گھیرے ہوے تھا - کبدن پری جمال جو کسی کے خرمن صبر و قرار پر برق غضب گرانے کا شیوہ تے ہیں قتل و غارتگری کا بازار گرم کرنے کے لیے بن سنور کر تیار تھے - ٹھنڈی ی ہوا کے جھونکے برگ گل کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتی ہوئی اون پردون کو کبھی کبھی دیتی تھی جو اخفای راز اور فلک شعبدہ باز کی نگاہوں سے بچنے کے لیے ڈال دیے گیے تھے ن اور رہگذرون کی چہل پہل کم ہو چلی تھی اور فاختہ نے کو کو کے غل سے زبان کو ی ذرا روک لیا تھا مگر پپیہا کی پکار ابتک کم نہوئی تھی اور ہجران نصیب عاشقونکی ہیں کسی کے انتظار میں بار بار دروازہ کی طرف اوٹھ جاتی تھیں -

ناظرین کو ہم اسوقت قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے ایک مقام کی سیر کرانا چاہتے ہیں جو ایسا غیر مشہور نہیں ہے لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ اپنے ناول کے دیکھنے والون کو ا حال یہان کا بتادین - یہ قصبہ لکھنؤ سے تخمیناً سولہ میل جانب مشرق اور سڑک پر وشنایئن گنج ہو کر جاتی ہے - قدامت کے لحاظ سے تاریخ و جغرافیہ میں بھی اسکا نام

بہت وقعت کے ساتھ لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ اسلام کے زمانہ میں پہنچنے کے بعد اس قصبہ نے
نمایاں ترقی حاصل کی تھی۔ بڑے بڑے روساء عمائد منصبداران شاہی۔ علماء
یہاں کی خاک پاک سے اٹھے اور چاردانگ عالم میں اپنا سکہ بٹھا کر خواب راحت میں
مشغول ہوگئے عالمگیر کے استاد ملا احمد المعروف بہ جیون اور بندگی نظام الدین عـه اسی
سرزمین کے رہنے والے تھے۔ مولوی امیر علی شہید جو اودھ کے معرکہ میں جام شہادت
نوش کرکے داخل فردوس بریں ہوئے اسی خطہ کے موجب فخر تھے۔ علاوہ ان بزرگوں کے
معزز روساء و اہل قلم بھی ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ ابھی آخر وقت میں منشی امیر حیدر صاحب
مرحوم میر منشی سرکار شاہی اودھ بڑے نام آوروں میں شمار تھے۔ اور مرزا مظفر علی
اسیر مرحوم کا یہاں ننہال تھا۔

اس مشہور قصبہ کے جس سواد کی ہم آپکو سیر کرانا چاہتے ہیں یہ شمالی حصہ ہے۔ یہاں
ایک پختہ حویلی خوشنما بنی ہوئی تھی اسکے برابر ہی ایک پہلو میں چھوٹا سا خوش قطع
باغ تھا جسکے گرد خام اینٹوں کی چاردیواری تھی۔ دیواروں پر کھپریل
اپلاسٹر کئے گئے تھے - اور چاروں طرف پھیلے ہوئے بڑے بڑے درختوں کی پتیاں ان کو
چھپائے تھیں۔ ایک صدر دروازہ پورب طرف اور ایک چھوٹی سی کھڑکی بائیں
مکان زنانہ میں جانیکو لگی تھی۔ سبزہ و درخت بہت قرینے سے لگائے گئے تھے مختلف
پھول جا بجا گملوں میں لگے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا سنگین حوض
جسمیں فوارہ لگا ہوا تھا اور اسکے پاس ہی چھوٹا سا خسپوش بنگلہ پڑا تھا۔
ہوشیار مالی نے بنگلہ کے گرداگرد اس خوبصورتی سے گملے چنے تھے کہ ایک قد

عـه یہ دونوں بزرگ بہت بڑے باکمال و صالحین میں تھے ملا احمد صاحب کی تفسیرات احمدیہ و نور الانوار
مشہور تصانیف درس عربی میں داخل ہیں۔ بندگی نظام الدین صاحب کے بابت اتنا ہی لکھنا کافی ہے
شہرت و تقدس کی وجہ سے امیٹھی کو بندگی میاں کی امیٹھی کہتے ہیں۔ بندگی عبدالباسط مصنف
المعروف بہ لبسط باسطی آپ کی اولاد میں تھے ۱۲ منشی

ع کا سمان پیدا ہو گیا تھا بالخصوص اسوجہ سے کہ بنگلہ ذرا اونچی کرسی پر بنایا گیا تھا اور
زینہ ہر چہار طرف بنا تھا جو گملوں سے معمور تھا۔ چاندنی رات میں یہاں کی سیر ایک
بےنظیر لطف حاصل ہوتا تھا۔ فوارے سے پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندیں اُڑ اُڑ کر درختوں کی
پتیوں پر گرتی تھیں اور چاندنی کی چمک سے جگنو کی سی جگمگاہٹ پیدا ہو جاتی تھی۔

جسوقت کا ہم ذکر کرتے ہیں اوسوقت اس باغ کا صدر دروازہ بند ہو چکا تھا۔ مالی
بھی ٹک پر کھانا کھا پی کر ایک نیند لینے کو پڑ رہا تھا دفعۃً زنانہ مکان کی طرف والی کھڑکی
کھلی اور ایک دوشیزہ پری جمال خرامِ ناز کرتی ہوئی چمن میں داخل ہوئی۔ رنگ اسکا گلابی
آنکھیں ایشیائی مذاق کے مطابق سیاہ گردن پتلی ناک لمبی سُتوان تھی۔ البتہ چہرہ کسیقدر
لمبا تھا۔ مگر نہ ایسا کہ بدنما معلوم ہو بلکہ اسکی لمبائی سے بھی ایک ہیئت حسن میں نکل آئی تھی سینگی کا
پائجامہ سینے اور گلابی دوپٹہ اوڑھے ہوئے یہ نازنین آہستہ آہستہ آگے کو بڑھی۔ اسکے ساتھ
ایک اور لڑکی تھی جو اسکی ہم عمر معلوم ہوتی تھی لیکن یہ کوئی نیچ ذات ہندو عورت تھی کیونکہ
نیلے رنگ کی گاڑھی گاڑھی ساری آدھی باندھے اور آدھی اوڑھے تھی اسکا رنگ سانولا تھا
اور یہ بڑی ادب سے نازنین کے پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی۔ چند قدم چلکر نازنین نے کہا "کیوں
جانکی تمھارے باپ کو تو نہیں معلوم ہے؟"

جانکی۔ نہیں بیوی وہ کیا جانیں۔

نازنین۔ کیا اوسنے نہیں دیکھا؟

جانکی۔ نہیں اونھوں نے نہیں دیکھا میں نے سرِ شام ہی بُلا کر اوس طرف درختوں کے
پاس بٹھا دیا تھا اور بابا کو اودھر نہیں جانے دیا۔

نازنین۔ کیا بتاؤں جانکی۔ میرے دل کا عجیب حال ہے۔ ایک ہی مرتبہ دیکھ کر بے قابو ہو گیا۔

جانکی۔ اور وہ آپ سے زیادہ تکلیف میں ہیں۔ روز مجھکو گھیرے رہتے تھے۔ آج تو
جھک جھک کر سلام کرتے تھے پھولوں نہیں سماتے۔

نازنین - دیکھو جانکی یہ حال کسیکو معلوم نہو نہیں تو مین بیعزت ہو جاؤنگی - ابا جان مار ہی ڈالین گے -

جانکی - نا سرکار! ایسا نہیں ہو سکتا - کھل جائیگا تو مین نہ مار ڈالی جاؤنگی -

نازنین - تمھارا باپ اسوقت کیا کرتا ہی؟

جانکی - مین کھانا دو گئی تھی اب کھا کر لیٹ رہا ہوگا -

نازنین - کہین ادھر اودھر گھومتا تو نہو جو خرابی ہو؟

جانکی - مین نے اچھی طرح سمجھا دیا ہی کہ رات کو بارہ بجے تک نانے مکان سے بی بی لوگ آئی ہین اسوجہ سے اب وہ اسوقت تک پھلواری مین چکر نہیں لگاتا ہی - پہلا پہرہ آدھی رات تک مین دیتی ہون اور آدھی رات کے بعد باپ کو جگا دیتی ہون - اسکے سوا وہ حقہ کے نشہ مین مست پڑا رہتا ہی اوسکو کیا خبر ہوتی ہی کہ کیا ہوا کیا نہین -

نازنین - یہ بات بھی اچھی نہین ہے اس صورت مین چور اوچکون کا کھٹکا ہی -

جانکی - (ٹالنے کے طور پر) بی بی یہ پھول دیکھو کیسا اچھا ہی -

نازنین - ہان اور وہ دیکھو اوس درخت کے نیچے چاندنی کیسی چھن چھن کر پڑ رہی ہی - جی چاہتا ہی کہ سبزہ پہ لوٹ جاؤ -

جانکی - اسوقت حوض پہ بڑا مزا ہوگا -

نازنین - بیشک ہوا سے پانی مین چھوٹی چھوٹی لہرین اوٹھتی ہونگی - چاندنی پانی کی چادر پر لہرا رہی ہوگی - گملون پہ فوارے کا پانی پڑ رہا ہوگا - مگر -

جانکی - مگر کیا؟

نازنین - جانکی تم کیا جانو - ان باتون کا مزا تو تب ہی ہی جب کوئی اپنا چاہنے والا ساتھ ہنسی دل لگی کی باتین ہوتی ہون -

جانکی - مالک کی دیا سے وہ بھی موجود ہے -

نازنین - موجود ہی - (رنجیدہ ہوکر) کیا کچھ بھی نہین - کس کام کا - آہ!

جانکی - آخر یہ کیون سرکار؟

نازنین - چوری کی ملاقات بھی کوئی چیز ہی - قدم قدم پہ کھٹکا لگا ہی کہ کوئی دیکھ نہ لے کسیکو خبر نہ ہو جاے - کوئی آتا نہو - یہ سب لطف تو کھلے خزانے کی ملاقات مین ہوتی ہین

جانکی - پھر بیوی اسکی کیا تدبیر ہے -

نازنین - کچھ نہین - کوئی نہین - بھلا کیا تدبیر ہو سکتی ہے -

جانکی - گھر مین امان جان سے کہئے؟

نازنین - چپ چپ! کہین اسکا نام کبھی نہ لینا - ہمارے ملک مین یہ رسم ہی نہین ہے کہ لڑکی لڑکا اپنے منھ سے شادی بیاہ کے واسطے کچھ کہ سکین - یہ خوش قسمتی تو خدا نے کچھ انگریزون ہی کو دی ہی کہ جیسے وہ خود آزاد ہین ویسے ہی اپنی اولاد کو بھی آزادی دے رکھی ہی - مجھے جو میم لکھنؤ مین پڑھانے آتی تھی وہ اکثر ان باتونکا ذکر کیا کرتی تھی - اونکے یہان جبتک لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند نہ کر لین شادی ہی نہین ہوتی - آپ جاہین جس سے ملین کوئی منع نہین کرتا - یہ قید بھگتنا تو ہمین لوگونکی تقدیر مین ہے

جانکی - تو آپ نے میم سے پڑھا ہی کیا آپ ڈرتی نہ تھین؟

نازنین - ڈرنے کی کیا بات تھی ایک وہ ایک ہم - وہ بھی آدمی ہین ہم بھی آدمی ہین -

جانکی - کیا کیا پڑھا تھا؟

نازنین - انگریزی کی دو چھوٹی چھوٹی کتابین پڑھی تھین گلوبند وغیرہ بننا سیکھی تھی مین تو بہت کچھ پڑھتی مگر ابا جان کی بدلی ہو جانے سے یہان چلی آئی سب ہو گیا - جانکی! میرے دل مین جو اتنی آزادی اور خود مختاری کی بو ہی تو یہ اوسی میم کا تصدق ہی - بتاؤ کس جگہ وہ ملین گے -

جانکی - (اونگلی سے اشارہ کرکے) حضور ان درختون کے نیچے ٹہلا ئی تھی وہین ہونگے -

آئیے - اس طرف۔۔ چلیں۔ یہ کہکر جانکی ایک روش پر ہو کر جلد ہی جلدی قدم رکھتی ہوئی آگے کو بڑھی - ہماری ہیروئن بھی خرام ناز کے ساتھ اشتیاق و آرزو کو آغوش میں لیے ہوئے روانہ ہوئی دو تین منٹ کے بعد یہ دونوں ان درختوں کے نیچے جا پہونچیں جنکا جانکی نے پتہ دیا تھا - لیکن یہاں اسوقت سوائے سبزۂ خوابیدہ کے اور کوئی بھی نہ تھا - نازنین جس شخص کی تلاش میں آئی تھی اوسکو نہ پاکر بہت ملول خاطر ہو کر جانکی سے بولی۔۔ مالن تم نے ہمکو دھوکا دیا۔۔

جانکی - سرکار پر میشر دوہائی میں نے دھوکا نہیں دیا - یہیں اس جگہ پتھر پر بیٹھے تھے -

نازنین - پھر آخر گئے تو کہاں - شاید اوکتا کر چلے گئے - آج کل میری تقدیر مجھ سے برسر جنگ ہے - آہ!

جانکی - پھاٹک بند ہے کنجی اوسکی میرے پاس ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے - کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہے - میں نے نو بجے کے بعد کا وعدہ بھی کر دیا تھا -

نازنین - تم سے کچھ بھول ہو گئی -

جانکی - اب سرکار میں کیسے بتاؤں - جھوٹی کہیے تو اور سچی کہیے تو اب تو میں جھوٹی ہوں ہی

نازنین - خدا جانے کس کس طرح میں نے اماں سے کہا تب یہاں آنے پائی - افسوس سب رائگان ہوا - آؤ گھر کو پلٹ چلیں -

جانکی - گھبرائیے نہیں - آئیے آگے اودھر بھی دیکھ لیں - آخر اونکا جی بھی تو گھبراتا ہی شاید کسی طرف سیر کرتے ہوں -

ان الفاظ سے نازنین کو کچھ ڈھارس بندھی اور وہ جانکی کے ساتھ اپنے مطلوب کی تلاش کرنے لگی -

دوسرا باب

فوارہ کے قریب

چوری چھپے کی ملاقاتون مین سب سے بڑی مشکل یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف تو اشتیاق و تمنا کا ہجوم ہوتا ہے ایک طرف امید و بیم کے دو نازک پہلو نظر آتے ہین۔ کبھی ذرا سی امید بندھ جاتی ہے اور کبھی یاس کی بھیانک تصویر دیکھ کر ڈر معلوم ہونے لگتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ڈر لگا ہے کہ کہین راز فاش نہ ہو جائے۔ کوئی اس بھید پہ مطلع ہو کر کچھ آفت نہ برپا کرے آہ! وہ بھی کیا برا وقت ہوتا ہے جب دو طالب و مطلوب ایک دوسرے سے ملنے کی تمنا مین عزت و آبرو کا نام و نشان مٹا کر بلکہ زندگی سے ہاتھ دھو کر کسی جگہ اکٹھا ہو جاتے ہین اشتیاق کہتا ہے کہ بس آج ہی حوصلہ نکال لو۔ شرم سمجھایا کرتی ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ ہو۔ اور حضرت عشق ہین کہ اپنے منصوبے جدا ہی باندھ رہے ہین۔

ہماری ہیروئن جس سے ناظرین کو پہلے باب مین واقفیت ہو چکی ہے بڑے شوق سے جانکی کی نشاندہی کے مطابق اپنے معہود شخص کو ادھر اودھر ڈھونڈھ رہی تھی بڑے ذوق و جذب کے ساتھ اوسکی نگاہین ہر ہر درخت کے برگ و گل پر پڑتی تھین کہین پتہ کھٹکا اور اوسکے کان کھڑے ہوئے کوئی کیڑا بولا اور وہ چونک کے چارون طرف دیکھنے لگی۔ دوڑتے دھوپتے اوسکو قریب ایک گھنٹہ کے گذر گیا۔ مایوسی نے دل پر قبضہ کر لیا تھا اور نہ رکنے والے آنسوؤن کی قطار آنکھون سے جاری تھی۔ جانکی ہر دم تسکین دے رہی تھی لیکن سخت متحیر تھی کہ کیا کرے۔

نازنین نے کئی چکر تمام باغ مین لگائے لیکن کچھ پتہ نہ لگا آخر جب تھک گئی اور پیشانی پر پسینہ کی بوندین نکلنے سے ورق گل پہ شبنم پڑنے کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو جانکی سے بولی۔ "آؤ ذرا بنگلہ مین چلکے دم لے لین اوسکے بعد مکان چلونگی نہین تو سینہ او دم چڑھنا دیکھ کر لوگ بھانپنے لگین گے" یہ کہکر وہ زینہ پہ قدم رکھتی ہوئی بنگلہ کے اندر پہونچی۔ یہان مغرب کی طرف تو بالکل اندھیرا تھا۔ صرف پورب کے رخ پر چاندنی کا عکس پڑ رہا تھا۔ اندر پہونچتے ہی نازنین کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گرنے لگی مگر جانکی نے

دوڑ کر سنبھالا - اور پوچھا حضور کیا ہی؟"

نازنین - یہ یہ (سہمی ہوئی آواز سے)

جانکی - کیا - حضور کون چیز ہی - کوئی کیڑا ہے؟

نازنین - وہ دیکھو (اشارہ کرکے) کوئی سپید چیز -

جانکی - آپ سنبھلیں تو مین دیکھوں کہ کیا ہی -

نازنین - (پلیا پہ سہارا دیکر) دیکھو کیا ہی - اُف -

جانکی - (غور سے دیکھ کر) حضور! یہ تو وہی ہین - دیکھیے پڑے ہین - چہرہ چاندنی کی طرف ہے - خر خر کر رہے ہین -

جانکی کا فقرہ سنکر نازنین فوراً اوسکے پاس پہونچ گئی - اب اوسکو معلوم ہوا کہ جس چیز سے اوسنے ٹھوکر کھائی تھی وہ اوسکا مطلوب تھی جسکی تلاش مین یہ سیہ چار دن خاک چھانتی پھری تھی - یہ ایک نوعمر گندم رنگ خوبصورت جوان تھا - چہرہ گول ہونٹھ پتلے پیشانی بلند - ناک لمبی مگر ذرا چپٹی تھی - مونچھوں پہ سیاہی آچلی تھی اور رخساروں پہ سبزہ خط کی ریشمی مخمل اگ چلی تھی - اسوقت اسکی آنکھیں بند منھ کھلا اور چہرہ زرد تھا سانس زور زور سے آتی تھی اور ایک قسم کی مہیب گھبراہٹ اوس سے پیدا ہوتی تھی -

پہلے تو نازنین نے اوسکو ہاتھ پکڑکر ہلایا لیکن جب وہ ہوشیار نہ ہوا تو جانکی کی مدد سے اوسکے ہوش مین لانیکی تدبیرین کرنے لگی - پیر سہلائے - اچکن کے بٹن کھولدیے سر اور منھ پہ پانی کے چھینٹے دیے - آخر ہزار مشکل کوئی پندرہ منٹ بعد جوان نے آنکھ کھولی نازنین کو سرہانے بیٹھا دیکھکر بولا "آہ! کیا خوب ہوتا اگر یہ خواب سچ ہوتا"

نازنین - نعیم او پیارے نعیم ادھر دیکھو! یہ خواب نہین ہی سچ ہی - دیکھو تو تمھارے پاس کون بیٹھا ہے -

نعیم - (جوان) اللہ! اللہ! -

نین - پیارے لِللہ ہوش بین آؤ دیکھو وقت گزرا جاتا ہے -

یم - (بغور دیکھ کر) کون ہے ہائے کیا تم ہو میری پیاری؟

نین - (جلدی سے) ہاں ہاں پیارے بین ہی ہوں تمھاری دلدادہ سعیدہ - خدا کے لیے سنبھلو - دیکھو وقت کو غنیمت سمجھو -

یم - (اوٹھ کر) میری پیاری سعیدہ تیرے صدقے - آہ! تمھیں بڑی تکلیف ہوئی -

نین - نہیں نہیں کچھ تکلیف نہیں ہوئی - عاشقوں کو بھی کہیں تکلیف ہوتی ہے

یم - کیا خوب ہوتا اگر یہی الفاظ مجھکو اپنے لیے استعمال کرنے کی اجازت ہوتی -

نین - چلو باہر بیٹھیں - وہاں فوارہ کے قریب تفریح ہوگی -

یم - (اوٹھ کر) چلو -

دونوں عاشق و معشوق بنگلہ سے نکل کر لب حوض فوارہ کے قریب آکر بیٹھ گئے نگی بھی قریب ہی بیٹھی تھی - فوارے سے پانی کے قطرے چاروں طرف رہے تھے - دیر تک یہ دونوں محو دیدار خاموش بیٹھے رہے - جانگی جو بڑی الاک عورت تھی چند قدم ہٹ گئی اور بہت سے پھول توڑ کر لائی سعیدہ یم کی طرف دیکھ رہی تھی کہ جانگی نے آکر اوسکے سامنے پھول رکھدیے ر بولی -

انگی - بیوی وقت اب ختم ہوا چاہتا ہے گیارہ بجنے میں کچھ ہی کسر ہے -

سعیدہ - کیا سچ -

نگی - سچ - دیکھیے تو چاند کتنا چڑھ آیا -

یم - افسوس یہ کمبخت رات بھی کیسی بیوفا ہے اتنی جلد گذری جاتی ہے -

سعیدہ - نہیں پیارے ایسا نہ کہو - آہ کیا تمکو اپنا پہلی مرتبہ یہاں آنا اور اتفاقیہ مجھ سے بارنگاہیں ہو جانا یاد نہیں ہے خیال تو کرو کہ کتنے دنوں بعد آج اتنی صحبت نصیب ہوئی ہے

یہی غنیمت ہے۔ یہ رات بہت مبارک ہے۔ اگر جانکی نہوتی اور خط کتابت کا سلسلہ
نہوتا تو خدا جانے ہماری کیا نوبت ہوتی۔

نعیم۔ آہ! کیا بتاؤن کون کون مصیبتین کیا کیا درد سہے ہین تب تمسے ملنے کی نوبت آئی
مگر پیاری اب کیا کہکر دل کو سمجھاؤنگا۔ ابھی تک تو تمھین اچھی طرح دیکھا بھی نہ تھا
یہ بیچینی تھی اب کیا ہوگا۔ ؟

سعیدہ۔ اللہ مالک ہے شاید پھر کوئی صورت نکل آوے۔ سب سے بڑی آفت تو یہ
کہ امان جان ایکدم کو مجھے اپنے پاس سے اوٹھنے نہین دیتی ہین۔ والد کا حکم آگیا
کہ تنہا سعیدہ پھلواری بھی نہ جانے پاوے۔ خدا جانے آج کون کون فکرون سے
آنا نصیب ہوا ہے۔

نعیم۔ خدا جانے وہ دن کب ہوگا کہ جب تم میری ہو جاؤگی۔

سعیدہ۔ دیکھیں۔ کوئی امید تو نہین پڑتی۔ والد کا خیال ایسا کچھ دنیا وسی ہے کہ وہ
اپنی لڑکی کے فقیر بنے بیٹھے ہین۔ بھائی برادری جان پہچان کی ایسی شرائط لگاتی ہین کہ
تمہارے ہماری کامیابی کی امید نہین۔

نعیم۔ (آہ بھرکر) میری دلربا پھر کیا ہوگا۔ کیا میری زندگی مفت برباد ہوگی۔ ؟

سعیدہ۔ مین تو تمھین دل و جان سے چاہتی ہون۔ جو تم کہو اوسکے بجا لانے کو حاضر ہون

نعیم۔ بے مرضی والدین کے کیا ہوسکتا ہے۔ افسوس۔ اگر۔

سعیدہ۔ یہ سب جھگڑے ہمین لوگون کے لگائے ہوے ہین۔ فرض کرلو کہ مجھے ماں
باپ کی ہوئی نسبت نہین پسند ہے۔ پھر وہ کون ہین جو مجھے زبردستی کسی کے پالے
باندھ دینگے۔

نعیم۔ تمھاری نارضامندی سے صرف یہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوسرا لڑکا تلاش کرینگے
ایک غریب لوکل کلرک تھا تو وہ سید ہی کیون نہو بھلا کا ہیکو کرنے لگے۔ بیشک مجھے تم سے

ورساتھ ہی اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا چاہیے۔
سعیدہ۔ مین ایسے رسم ورواج کو پسند نہین کرتی مجکو اپنی اوستانی میم صاحبہ کا قول یاد ہی کہ آدمی آزاد ہی اوسکو اپنا ہر ایک کام آزادی سے کرنا چاہیے۔
نعیم۔ کیا تمنے کسی میم سے تعلیم پائی ہی؟
سعیدہ۔ ہان مس پالی نام ایک نوجوان مشنری لیڈی نے لکھنؤ مین مجھے ابتدائی انگریزی وغیرہ کی تعلیم دی ہے۔
نعیم۔ تو تم انگریزی پڑھی ہو؟
سعیدہ۔ انگریزی تو مجھے نہین آئی رومن البتہ پڑھ لیتی ہون۔ زیادہ تر مدرس پالی سے مجھے اپنے خیالات کی درستی کی ملی مجکو اونکی آزادانہ راے پسند ہی۔
نعیم۔ پیاری سعیدہ۔ تم مسلمان اور مسلمان کی لڑکی ہو تمھین ایسے خیالات رکھنا نا زیبا ہین آزادی جس حد تک مناسب ہے اوسکی شرع بھی اجازت دیتی ہی لیکن خود مختاری خصوصًا عورتون کے لیے مناسب ہی نہین ہے اسلیے کہ اونکے خیالات بالکل محدود ... اور مآل سے بے پروا محض تفریح نفس پر مبنی ہوتے ہین۔ اسی سبب سے مسئلہ عورتون کے اختیار سے نکال لیا گیا ہی کیونکہ عورتین بات بات پر طلاق دینے کو تیار ہو جاتی ہین۔ اگر مرد تحمل نکرین تو خدا جانے کتنی ... پھرین۔ رہا کنواریون کا نکاح اوسکے واسطے ولی کا ہونا بہت ضروری ہی بہت احادیث ایسی مروی ہین کہ جنکا منشا یہ ہے کہ بغیر ولی کے نکاح ہی نہین ہوتا ... اپنے مذہبی احکام کو نگاہ رکھو۔ بیشک پیاری تمھاری خیالات کو ایک خودغرض ... پسند کرلیگا مگر مین اپنے فائدے کے واسطے تمھاری عصمت و عفت پر دھبہ ... نہین پسند کرتا مین چاہتا ہون کہ تم ایک صالحہ و عفیفہ خاتون بنو۔ یہ میری مقدر کی بات ہی کہ تم مجکو ملو یا نہین۔ حالانکہ یہ لفظ میرے لیے بہت سخت ہی مگر مین اپنی جان دیدینا

تیسرا باب

روک ٹوک

عشق کا زہر جتنا ہی جلد اثر کرتا ہی ویسا ہی جلد رسوا اور بدنام بھی کر دیتا ہی۔ بے صبری و عجلت و بیقراری تو اس کو چہ کے پیش رو ہین۔ ادہر طبیعت کسی سے لگی اور وصل کی ادہیڑ بن شروع ہو گئی۔ پھر اوسمین یہ ذرا خیال نہین کہ کیسکی بدنامی ہوگی۔ کوئی بیعزت ہو جائیگا۔ کیسکی ناموری مین بٹہ لگیگا۔ حضرت عشق کو تو اپنے کام سی کام ہی۔ سچ ہی حبك الشي یعمی و یصم۔ اندہے بہرے بھی تو انداز سے کام کر لیتے ہین مگر عاشق جو کام کرتا ہی بے اٹکل جو حرکت کرتا ہی غیر موزون جو بات کہتا ہے بے دور اندیشی۔ اوسکو صرف وصل یار کی لگ جاتی ہی۔ وہ اوسیکو اصل اصول سمجھتا ہی اور کسیطرح ہو گھوم گھام کر یہی پہلو چلتا ہے آہ! کیسکی کمند زلف کے گرفتار عقل و ادراک سے بالکل ہی بے بہرہ ہو جاتے ہین اونکی نگاہ مین اچھا برا کچھ تمیز معلوم ہی نہین ہوتا۔ افسوس نگاہ جانان ور رخسار دلدار کی بھی کیا بری چیز ہی۔ رات ہی تو یہی خیال ہی۔ دن ہی تو اسیکی فکر ہی۔ محفل مین ہین تو اسی کے طرح مین خلوت ہی تو یہی تصور ہی۔ سچ ہی سه کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا۔

ناظرین کو ضروری واقفیت ہمارے ناول کے ہیرو نعیم اور اوسکی دلربا نازنین سعیدہ سے ہو اور ان دونون کی طبیعتون کا کسیقدر اندازہ بھی ملگیا ہی کہ کیا اور کیسے خیالات نازنین۔ بہت کچھ مذہب و شرع کا پابند تھا اور بننا چاہتا تھا لیکن سعیدہ کی مزاج آزادی کی ہوا سمائی تھی اور خود مختارانہ کامون کی اوسی دھن سمائی تھی مثل مشہور ہے ہو چکا کیا جاسے؟ وہ آنکھین۔ الغرض نعیم کتنا ہی پابند شرع بلکہ صوفی بھی کیون نہو تا پھر بھی وہ عاشق تھا اور کسی دلربا سے ملنے کا متمنی۔ اوسکو کوئی ذریعہ بھی ملتا وہ مجبور کی دید ہی پا نہ سکتا تھا۔ نوجوانی خصوصًا عشق و محبت کی اومنگ مین دل کا قابو مین رکھنا مشکل ہی نہین

غیر ممکن بھی ہے۔ پہلے تو نعیم کو سعیدہ کی حسن دلفریب کی اچھی طرح زیارت بھی نہوئی تھی لیکن تب بھی باوجود اپنے تورع کے وہ بیبا کانہ اوس سے ملنے کے لیے پھلواری مین چلا آیا تھا اور اب تو ایک دوسرے سے بل اور اقرار محبت کر چکے تھے۔ جانبین کے خیالات کا اندازہ مل گیا تھا اب کہین حضرت دل روکے رُکتے تھے۔

سعیدہ کے مالی کی لڑکی جانکی جو ان دونون کے ملنے کا سبب و رراز دار تھی بہت کچھ احتیاط کرتی تھی کہ انکا حال کسی پر ظاہر نہ ہو اور موقع و محل کی دیکھ بھال کرتی تھی لیکن اسی درمیان مین نعیم اور سعیدہ مین محبت کے پینگ بہت کچھ بڑھ گئے تھے۔ دن بھر خطوط کی بھرمار رہتی تھی۔ روز نہین تو تیسرے چوتھے ضرور ہی سعیدہ باغ جاتی تھی طرز و روش مین بڑا فرق پیدا ہو گیا تھا۔ شکل و صورت مین تغیر عادات مین تبدیلی مزاج مین ایک قسم کی محزونیت و کبیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اکثر خوض و فکر مین رہا کرتی اور گھنٹون خاموش داو داس بیٹھی رہتی۔

دو بہنین اور ایک بھائی بھی سعیدہ سے چھوٹا موجود تھا اسی وجہ سے مکان مین کسی کی توجہ اسکی طرف بنظر تجسس نہ ہوتی تھی لیکن کبتک۔ جوان لڑکی کا دن پر دن اس طرح خلاف عادت کام کرنا اور اکبارگی اس طرح متفکر و محزون ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی آخر اوسکی مان کو اسکی فکر لگی اور وہ اس امر کے درپے ہوئی کہ کسی صورت سے اسکا سبب دریافت کرے۔ لڑکی سے کچھ کہنا سننا یا پوچھنا بہت ہی نا مناسب و رخلاف دستور تھا اسلیے اوسنے سعیدہ کی روزانہ حرکات کی دیکھ بھال شروع کی۔ یہان تو دل مچا تا ہی تھا نعیم بسمل ہو ہی رہا تھا لیکن کہین چین آنے والا تھا یا رازداری کی تو یہ اسکا تو وہم بھی باقی نہ رہگیا تھا صبر و استقلال رخصت ہو چکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سعیدہ کی چوٹ کا بھید کھلنے لگا۔ خصوصًا جانکی کی آمد و رفت اور اس سے گھنٹون گھٹی بانا پھوسی سے صاف شک ہو گیا کہ کوئی چھپی ہوئی بات ہے۔

کوئی اور عورت ہوتی تو شاید جلدی سے معاملہ کو خراب کر دیتی لیکن سعیدہ کی ماں بہت ہی ہوشیار تھی اوسے یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح جانکی کی باتیں سنیے۔ پہلے تو اوسنے دو ایک بار جانکی کو دھوکا دیکر سراغ لینا چاہا مگر اسمین کامیاب نہ ہوسکی تو وہ اس بات کی منتظر ہوئی چھپ کر جانکی و سعیدہ کی گفتگو سنیے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ آدمی جب کسی کام پر مستعد ہو جاتا ہے تو اوسے کرہی کے چھوڑتا ہے سعیدہ کی ماں نے جو اسپر کمر باندھی کہ اوسکا راز معلوم ہو جائے تو وہ یہ چال چلی کہ ایک دن سعیدہ کو سوتا دیکھکر اوسکا صندوقچہ اوٹھا لائی اور اپنے پاس کے گچھے سے ایک کنجی لگا کر کھولا اوسمین اوسکو ایک لفافہ ملا جسے کھولکر وہ بغور پڑھنے لگی چونکہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ وغیرہ پڑھی تھی اس وجہ سے جلی قلم کا لکھا ہوا خط دیکھکر اوسنے زور لگا کر پڑھا۔

میری پیاری سعیدہ

اب تو انتہا ہو چکی دل نہیں مانتا۔ کبتک کوئی صبر کرے۔ آجتک تمنے کسی سے کچھہ اور نہ آیندہ امید پائی جاتی ہو تو گویا تمھین میرا قتل ہی منظور ہے۔ یہ چوری چوری کی ملاقات کبتک ہیگی اسمین تو سوائے تردد کے کچھ لطف نہیں ہے۔ اب مجھ سے ضبط نہیں ہو سکتا اگر اور کچھ نہیں پھر کار گر ہونیکی امید نہیں ہو تو پھر وہی کیون نہ کرو جو تمھاری اور میری راے ہے مین ہر طرح تمہارے واسطے حاضر ہون۔ اور انشاء اللہ باوفا ثابت ہونگا مگر آزادی آمد رفت مین ضرور خوف افشاء کا ہی خدا کے واسطے ایک اپنے مستقل سے اطلاع دو

تمھارا شیدا۔ عفیفین۔

تازیانہ

آزادی کی ہوا لگتے ہی اس سن رسیدہ عورت کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ سمجھ گئی کہ کیا چاہنے والا ہی لیکن وہ سخت متحیر تھی کہ معین کون شخص ہے اسلیے کہ بھائی برادری تک جانکی ہی واقف تھی اور باہر کا کوئی شخص معین تمام بستی بھر مین نہ تھا۔ ایسا وسکو خیال پیدا ہوئی کہ سب سے پہلے وہ کاتب کا پتہ چلا دے مگر اسکے متعلق اوسکی کوئی سکار روائی

گرنہوئی کیونکہ اوسنے تمام صندوقچہ کئی بار دیکھا لیکن اورکوئی خط وغیرہ نہ ملا۔ آخر مجبوراً
سنے خط کو اپنے پاس کھ لیا اور صندوقچہ بند کرکے جہاں سے لائی تھی وہان کھ آئی۔
جب یہ بڑھی عورت اس طرح سو صندوقچہ کا جائزہ لے رہی تھی اوسی وقت جانکی آکرسعیدہ کے
پاس جا پہونچی تھی۔ سعیدہ جاگ پڑی تھی اور دونوں مین باتین ہورہی تھین۔ سعیدہ کی مان
صندوقچہ رکھ کر ایک پردہ کی آڑ سے انکی گفتگو سننے لگی۔
سعیدہ۔ ہان جانکی تو آج آوینگے۔؟
جانکی۔ ضرور صاحب۔ اور مین نے وہی بندوبست کر دیا ہے۔
سعیدہ۔ آج تو وہ خوب چال چلے۔ بڑی دور کی سوجھی۔
جانکی۔ کیا۔؟
سعیدہ۔ اپنا نام اولٹ پلٹ کر لکھا ہے۔ مگر ایک بیہودگی کی ہے کہ میرا نام جیون کا تیوں
لکھ دیا۔ خیر۔ آج دونوں آدمی ملکر کوئی نام تجویز کرلین گے۔ بھلا جانکی اب کبتک یون ہی
چوری چوری ملا کرینگے۔
جانکی۔ سرکار یہ باتین تو آپ جانین۔ مین کیا بتاؤن۔ بیوی صاحب سُن لین تو مار ہی
ڈالین۔ میری تو جان نکلتی ہے۔
سعیدہ۔ دیکھو خوب رازداری سے کام لینا اب مین عنقریب کوئی بندوبست کرنیوالی ہون
جب بیفکر ہو جاؤنگی تو تمکو معقول انعام دونگی۔
جانکی۔ حضور آبرو بچ جائے یہی بڑی بات ہے۔ ہم مزدورے آدمیون کو ذرا مین عیب لگجاتا ہے۔
سعیدہ۔ اچھا اب تم جاؤ مین اماں سے اجازت لیکر آٹھ بجے آؤنگی۔
جانکی۔ بہت اچھا۔
جیسے ہی جانکی نکل کے جانے لگی سعیدہ کی ماں کسی حیلہ سے سعیدہ کے پاس گئی۔
ماں کے اس طرح اکبارگی آجانے سے بہت گھبرائی لیکن بات بنانے کو بولی۔ اماں

میری طبیعت آج بہت گھبراتی ہو ذرا پھلواری جانے کی اجازت دیدیجئے
ماں - کیا اِسی وقت جاؤ گی ؟
سعیدہ - نہیں اسوقت تو نہیں بعد مغرب -
ماں - اچھا میں بھی چلونگی بہت دنوں سے گئی نہیں ہوں - جانکی کو بلا کر کہے دیتی ہوں
سعیدہ - (گھبرا کر) نہیں مجھے تنہا اجازت دیجیے -
ماں - کیوں کیا میرے چلنے میں کچھ ہرج ہی ؟
سعیدہ - مجھے آج کل دوران سر زیادہ رہتا ہی اسواسطے اکیلے دل بہلاتا چاہتی ہوں
ماں - جوان بہو بیٹیاں یوں اکیلے نہیں سیریں کیا کرتیں - تمھارا کنوارا پنہ ہی میں ضرور ساتھ چلونگی - رات کا وقت باغ کا واسطہ خدا جانے کیسا پڑے -
سعیدہ - اچھا تو آپ کے اطمینان کے لیے جانکی کو ساتھ لے لونگی -
ماں - وہ بیوقوف مالن کی لڑکی کیا جانے کہ اچھا برا کسے کہتے ہیں - نام خدا تم جوان ہوئی ہو - کچھ اچھی بری پڑے تو تمام دنیا مجھکو تھوکے گی -
سعیدہ - اچھا برا کیا پڑا جاتا ہی - خدا جانے آپکا کیسا عقیدہ ہی - ہندوستانیوں میں یہی تو خرابی ہے -
ماں - کیوں بیٹی میرے عقیدے کو کیا ہوا اچھا خاصہ مسلمانوں کا سا عقیدہ ہی اللہ ایک محمد برحق - اور کیا چاہیے - تم تو میم سی پڑھ کر ایسی بے ڈر ہو گئی ہو کہ کسی کا کچھ لحاظ ہی نہیں ہندوستانی کیا تم نہیں ہو جو طعنہ دیتی ہو - خدا کی شان ہمارے پیٹ سے پیدا ہو ہمیں اور ہمیں کو بیوقوف بناتی ہو -
سعیدہ - (سہمکر) تو پھر میں نہ جاؤنگی - اسمیں تو آپ کی خوشی ہی -
ماں - نہیں چلو اور میں بھی چلوں -
سعیدہ - یہ تو نہوگا -

ماں - پھر تم بھی نہ جانے پاؤ گی اور سن رکھو کہ بھول کے کبھی میری پوچھے بغیر کھڑکی سی باہر قدم نہ رکھنا نہیں تو پیر توڑ ڈالونگی مجھے یہ خود رائی بھلی نہیں معلوم ہوتی - دیکھو آج ہی تو حیدرآباد کو خط لکھاتی ہوں کہ کہیں تمھارا گور گڑھا کردیں نہیں تو تم مجھے بدنام کرو گی -

بڑے طیش میں یہ الفاظ کہکر سعیدہ کی ماں اوٹھ گئی اور سعیدہ پیچ و تاب کھا کر رونے لگی دیر تک سسکیاں لینے کے بعد وہ سوچنے لگی کہ کیا وجہ ہے اور کیوں ماں اس طرح ناخوش ہے بہتیرا غور کیا مگر کچھ سبب سمجھ میں نہ آیا آخر گھبرا کر اوٹھی کہ ایکبار اور بھی نعیم کا خط پڑھ لوں لیکن صندوقچہ کھولتے ہی ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے - آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا اور منھ سے ایک آہ کے ساتھ نکلا ہے افسوس راز فاش ہو گیا - یہی سبب ہے کہ اماں جان کے تیور پھرے ہیں - خوب یاد آیا اسی کے ساتھ کا اونکا صندوقچہ بھی ہے اوسکی کنجی لگ گئی ہوگی قبل یہی بات ہے - افسوس میں ماری پڑی - مگر غنیمت ہے کہ اوسکا نام نہ معلوم ہوگا اسکے بعد اوسکو یہ فکر لگی کہ کسیطرح جانکی کو اس واردات کی اطلاع دیدے مگر موقع نہ ملتا تھا لیکن خدا کو بھی کچھ دنوں یہ پردہ ڈھکا رکھنا منظور تھا کہ وہ کسی ضرورت سے مکان میں آئی سعیدہ کی ماں عصر کی نماز پڑھتی تھی اور اوسکی عادت تھی کہ دیر تک وظیفہ پڑھا کرتی تھی اس وجہ سے سعیدہ کو کافی وقت جانکی سے گفتگو کا ملگیا -

اوسنے مفصل کیفیت جانکی سے بیان کرکے کہا کہ کسی طرح نعیم کو بھی اطلاع پہونچا دو اور ایک سوز و گداز بھرا خط اس مضمون کا لکھکر اوسکے حوالہ کیا -

آرام دل بیقرار پیارے نعیم

افسوس - قسمت برسر جنگ ہے - جو تدبیر کیجاتی ہے اولٹی پڑتی ہے - بدقسمتی سے تمھارا خط والدہ کے ہاتھ لگ گیا وہ سخت ناراض ہیں - یہ دن محض تمھاری بدولت دیکھنا نصیب ہوا تمنے میرا کہنا نہ مانا اوسکی سزا ہے - ایسے ظالم ماں باپ کا اولاد پر کوئی حق نہیں ہوتا جو یوں تیغ ستم سے گلا کاٹنے پر تلے ہوں - واللہ اعلم اب کب تمھارا دیدار نصیب ہو - بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ

میرا کوئی غمخوار بھی نہین ہی۔ جانکی کی آمد و رفت اب مصلحتاً خود و کم کرادونگی میری سمجھ مین نہین آتا
کہ دل کو کیا کہکر سمجھاؤن۔ شاید آباجان کو خط لکھا جائیگا۔ مگر مجھے اسکا کچھ غم نہین ہے جو ہوگا ہوگا
اب تو تم پر جان فدا کرنے کو تیار رہی ہون۔ چونکہ بالفعل اسمین مصلحت ہی کہ تمھاری آمد و رفت
ہو لہذا جبتک مین موقع سے تمھین اطلاع نہ دون بھول کر بھی قصد نکرنا لکھنے کو تو مین
لکھ دیا ہو لیکن آہ دل کو کیا سمجھاؤن۔ خیر۔ خدا مددگار ہی۔ مین نے جو وعدہ کیا ہے
اوسکی تدبیر سے غافل نہین ہون۔ تم جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا۔ دیکھو دنیا مین ار دا
مشکل سے ملتا ہی۔ خدا تمھین اپنے حفظ و امان مین رکھے زیادہ تحریر کا وقت نہین ہے
برگشتہ جگر و قتیل ظلم سعیدہ

چوتھا باب

نیلا لفافہ

پچھلے باب کے واقعات کو قریب دو مہینے کے گذر گئے۔ بلاکشان ہجر و محبت نعیم و سعیدہ پر جنون عشق کی عنایت رہی روز و شب نالہ و فریاد سے کام تھا۔ خصوصاً غریب نعیم تو دنیا ہی سے گزر گیا۔ ملک بیگانہ مین نہ کوئی یار نہ مددگار نہ کوئی انیس و غمخوار۔ تمام بکھیڑے ضروریات کے سب اپنے سر تھے اب سعیدہ کو دل دیکھنے سے وہ سب معطل تھے جس عاریتی مکان مین مقیم تھا اوسکے کیواڑ ہر وقت بند رہتے تھے۔ نوکر نے کھانا پکا کر کھلا دیا تو کھا لیا ورنہ بھوکا بیٹھا رہ گیا۔ مدرسہ کی آمد و رفت ترک ہی ہو چکی تھی۔ پلنگ پر پڑے پڑے اچھا خاصہ مریض ہو گیا تھا۔ بدن تو یون ہی منحنی سا تھا اب اور بھی لاغر ہو گیا۔ نہ غسل کی فکر تھی نہ تبدیل لباس کا خیال تھا۔ نہ سیر و تفریح کو اوٹھتا تھا نہ کسی دوست آشنا سے ملتا تھا۔ اگر کوئی بیچارا بنکر خود چلا آیا تو علیک سلیک کر لی ورنہ کچھ مطلب نہین۔ سعیدہ کے باغ مین بیرونی آدمیونکی قطعی ممانعت ہو چکی تھی وہان گذر دشوار تھا اب سوا اسکے اور کیا تدبیر تھی کہ اپنے

کلبۂ احزان میں بیٹھا ہوا گریبان چاک کیا کرے -
خدا دکتا بت جو کچھ تسکین وہ دل بیمار کتی اوسکا سلسلہ بھی مسدود ہو جانے سے اور بھی وحشت دن بدن ترقی کرتی جاتی تھی بعض احباب نے علاج و معالجہ کی کوشش کی مگر بے سود۔ مرض بڑھتا گیا جیوں جیوں دوا کی - جسدن کا ہم ذکر کر رہے ہیں صبح کا وقت تھا آفتاب نکلکر بلند ہو چلا تھا سنہلی کرنیں سبزہ زاروں پر پڑنے لگی تھیں شبنم کے قطرے ہوا کے جھونکوں سے برگ گل کے نثار ہو ہو کر زمین پر گر رہے تھے - عشاق بے وفا کے انتظار کرنے والے انقطاع امید سے آہ و واویلا میں مصروف ہو گئے مسکراتی ہوئی کلیاں کسی غمگین چہرے کی طرح پژمردہ ہو ہو کر نیرنگی زمانہ پر حسرت و افسوس کے ساتھ نظر کر کے آیندہ مصیبت پر دل چاک ہو رہی تھیں - وہ پریشان طناز جو رات بھر کسی شراب محبت کے متوالے کو لطف صحبت اوٹھایا کیے تھے تھک کر نیندیں لینے لگے تھے - مریدان پیر مغ کا حلقہ درہم و برہم ہو چکا تھا - جام و صراحی اوٹے پڑے تھے - جام پر جام لنڈھانے والے فرش خاک پر پڑے ہوئے تھے - وہ دھانی دوپٹہ جو کسی کے گلابی گلابی رخساروں کا بڑھ بڑھ کر بوسہ لیا کرتا تھا کروٹیں بدلنے سے پہلو کے نیچے آگیا تھا - اور ہمارا تو گرفتار عشق نعیم اپنی محبوبہ دلنواز کی یاد میں سسکیاں بھر رہا تھا -

دفعتہً دروازہ پر کسی نے آواز دی آدمی نے بڑھ کر کنواڑ کھولے اور پکار نیوالا جو جانکی (مالن) تھی اندر داخل ہوئی چوکھٹ کے پار قدم رکھتے ہی جانکی نے کنڈاہی دے لی جسجگہ نعیم بیٹھا تھا سیدھی وہیں آکر ٹھہری - نعیم جانکی کو دیکھتے ہی خوش ہو گیا اور بڑی عجلت سے پوچھا

نعیم - جانکی کہو میری پیاری سعیدہ تو اچھی ہے ؟

جانکی - ہاں حضور اچھی ہیں -

نعیم - دیکھو اونکی جدائی میں میرا کیا حال ہو رہا ہے کسی طرح دل کو قرار ہی نہیں آتا - دو مہینے ہونے آئے اونسے ملنا نصیب نہیں ہوا اور تم نے بھی بیمروتی اختیار کر لی آٹھ آٹھ دن رات

دیکھتے گذر جاتے ہین اور تمھارے قدم نہین آتے -

جانکی - کیا کرون میان - مین بھی اپنی آبرو کو ڈرتی ہون بوی صاحب کو سب حال معلوم ہوگیا -

نعیم - سب حال - یہ کیونکر اسلیے کہ سوا اوس خط کے کوئی ثبوت اونکے پاس نہین ہے -

جانکی - ایک نام تو آپکا نہین معلوم ہے باقی سب حال معلوم ہے شاید اونھون نے مجکو باتین کرتے سُن لیا - آپ کے نام پر بھی اونکو شبہ ہی -

نعیم - پھر اونھون نے کیا کیا ؟

جانکی - حیدر آباد کو لکھ بھیجا -

نعیم - حیدر آباد مین کون ہی ؟ اور خط کسنے لکھا سب پر ظاہر نہ ہو جائیگا -

جانکی - ہادی حسین میان حیدر آباد ہی مین تو ہین - پہلے لکھنؤ مین ڈپٹی تھے پھر حیدر آباد کی نوابی نے بلا لیا - خط اونکے بیٹے نے لکھا ہی -

نعیم - ارے محمد احمد نے لکھا ہی ؟ کیا لکھ لیتا ہی -

جانکی - یہ تو مین نہین جانتی کہ لکھ لیتے ہین یا نہین مگر لکھا احمد میان ہی نے ہی -

نعیم - ہان اچھا بُرا لکھ دیا ہوگا مگر کچھ معلوم ہوا کہ شیخ صاحب نے کیا جواب لکھا -

جانکی - جواب بھی آگیا اور کسی ترکیب سے چھوٹی بی بی کے ہاتھ بھی لگ گیا -

نعیم - کچھ کہتی تھین کہ کیا لکھا ہی ؟

جانکی - مجھ سے تو کچھ صاف نہین بتایا - مگر آپکے پاس وہی خط لیکر مجھے بھیجا ہے -

نعیم - کہان ہی ؟ لاؤ !

جانکی - (ایک نیلا لفافہ دیکر) لیجیے

نعیم - (لفافہ سے خط نکالکر) اوہو ! اتنا بڑا خط ہے -

جانکی - جی ہان - اور زبانی بھی ایک بات کہی ہی -

نعیم - ٹھہر و مین خط پڑھ لون - (پڑھنے لگا -)

سعیدہ کی ماں کو

سلام کے بعد معلوم ہو کہ خط تمہارا آیا کیفیت مندرجہ سے مطلع ہوا - مین اس عرصہ مین ورنگل کی طرف تبتقریب دورہ گیا ہوا تھا اسوجہ سے تحریر جواب مین ذرا تاخیر ہوئی - علاوہ اسکی جواب بھی سوچ سمجھ کر دینا تھا اس سبب سی بھی کچھ دیر ہوگئی - سعیدہ کی نسبت کے بارہ مین مین نے تمھین کئی بار لکھا لیکن تم خود ہی نہین مانتی ہو آج کل کرتی چلی جاتی ہو - آخر اوس غفلت و سہل انگاری کا نتیجہ تمنے اپنی آنکھون دیکھ لیا مجکو ابھی دو تین مہینے رخصت نہین ملسکتی - شروع ایام گرما مین چار مہینے کی رخصت لیکر آؤنگا اوسوقت اِس کام سے فراغت کرلونگا - کریم الدین صاحب دریابادی جنکے یہان سے پہلے بھی پیغام آیا تھا بالفعل بلدہ مین ہین پرسون اونھون نے خود مجھ سے درخواست کی تھی لڑکا اونکا عربی و فارسی و انگریزی سب پڑھا ہی اور مہاراجہ بلرام پور کے علاقہ مین تحصیلدار ہی میرے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی موقع نہ ملیگا بشرطیکہ تم بھی منظور کرو - کریم الدین صاحب عنقریب اپنے مکان آونگے اگر تمھین ایسی ہی عجلت ہو تو میرے انتظار کی ضرورت نہین ہے ضروری سامان کرکے فراغت کرلو - غلہ و کپڑا اور برتن یہ تو گھر ہی مین موجود ہے - زیور بھی کچھ بن چکا ہی ایکہزار روپیہ کے نوٹ اور روانہ کرتا ہون جو چیزین باقی ہون اسمین انتظام کرکے نکاح کردو - خدا بخشے مہدی مرحوم کی ہٹ سے مین نے اسکو میم کے سامنے ہونے دیا - افسوس کہ مہدی تو ہمین داغ دیکر چل بسے اور اونکے پیچھے بہن نے یہ کرتوت کیے - خیر جو منظور خدا تھا ہوا - حتی الوسع کسی پہ یہ بات ظاہر نہ ہونے پاوے ورنہ خاندان کی ناک کٹ جاویگی - بھائی برادری مین بھی سعیدہ کی آمدورفت قطعًا بند کردو اور ضرورت سمجھو تو ہنو مان مالی کو بھی موقوف کردو کوئی اور آدمی رکھ لیا جائیگا جواب سے جلد اطلاع دینا نگرانی رہے فقط محمد ہادی حسین عفا اللہ عنہ - از حیدرآباد دکن یوم جمعہ

خط ختم کرکے نعیم نے سر جھکا لیا دیر تک متفکر و خاموش رہنے کے بعد اوسنے اس تحریر کو جو اوسکے رنج دہی کا باعث تھی ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور جانکی سے پوچھا " ہان اوزبانی

کیا کہا ہے ،،

جانکی - (نوکر کی طرف اشارہ کرکے) علیحدہ چلیے -

نعیم - نہین کچھ ضرورت نہین امیر جانتا ہی - یہ بڑا وفادار ہی اگر دل وجان سے محنت و کوشش نا کرتا تو میری زندگی کے لالے پڑ جاتے -

جانکی - حضور کو بلایا ہے -

نعیم - ابھی - ؟ کیا چلون - ؟

جانکی - نہین سورج ڈوبے بلایا ہے -

نعیم - تو کیا تم پھاٹک کھولدو گی - ؟

جانکی - پھاٹک کھولنے کی ضرورت نہین ہی -

نعیم - کیون -

جانکی - باغ مین نہین اوس طرف وہ جو باغ کے پیچھے قبرستان ہی وہان بلایا ہی - مگر دو آدمی اور بھی ساتھ لانے کو کہدیا ہی -

نعیم - دو آدمی -

جانکی - جی ہان یہی کہا ہی کہ دو آدمی کہدینا وہ سمجھ جائینگے -

نعیم - قبرستان تو مکان سے دور ہے وہان تک کیسے آسکینگی -

جانکی - کوٹھے پہ جو کمرہ ہے اوسکی کھڑکی سے زینہ لگا کر اوتر آوینگی وہان سے کوئی دو تین کھیت ہے - بڑی بی کو اطمینان ہی کہ اوس کمرہ مین رہنے سے کوئی کھٹکا نہین ہے زیادہ جانچ پڑتال بھی نہوگی -

نعیم - (دیر تک غور کرنے کے بعد) اچھا مین سمجھ گیا تم جاؤ مغرب کے وقت مین قبرستان مین پہونچ جاؤنگا -

جانکی - لیکن رات کو پکارینگے کیا کہہ کے -

نعیم ۔ سعیدہ سے کہدینا کہ وہ تو مجھے معین کہکر پکاریگی اور مین سعدیہ کہکر اونکو آواز دونگا۔
جا نکی ۔ مجھکو یاد تر ہیگا ۔ کسی پرزے پر لکھدیجیے ۔
اس فقرے کے جواب مین نعیم نے ایک پرچہ پر دو آج شام کو اوس حاطہ مین پیاری سعدیہ کے پاس معین مع دو معتبر شخصون کے آونگا ، لکھکر جانکی کو دیا اور وہ لیکر چلتی ہوئی ۔

پانچوان باب

مقبرہ

شاہ خاور دن بھر کی منزل طے کرکے سرخ سنہابی شال اوڑھ کر اپنا چہرہ چھپا چکا تھا رات کی سیاہی پورب سے بڑھتی ہوئی آکر تمام آسمان پر پھیل گئی تھی ۔ مسجدون مین اللہ اکبر کی صدائین بلند تھین ۔ ہمارا نوجوان نعیم اپنے ملازم امیر کو ساتھ لیے ہوے مکان سے نکلکر قریب ایک مسجد مین گیا ۔ تین رکعت نماز فرض اور دو رکعت سنت بمشکل تمام ادا کرکے نماز یونکو ادھر اودھر نگاہ دوڑا کر دیکھنے لگا ۔ ایک بڈھا فقیر جو کہین دور کا رہنے والا معلوم ہوتا تھا نماز پڑھکر ایک چھوٹی سی گٹھری سنبھالکر مسجد سے نکلنے لگا ۔ اسکو دیکھتے ہی نعیم نے اپنے پاس بلایا اور علاحدہ لیجاکر پوچھا دد آپ کہان سے آئے اور کہان جاتے ہین "

فقیر ۔ باوا مین کچھوچھہ شریف سے آتا ہون پیران کلیر جانیکا ارادہ ہے ۔

نعیم ۔ کلیر کا عرس تو ہوچکا اب وہان کیا کام ہے ؟

فقیر ۔ مین عرس مین شریک ہونے نہین جاتا ہون ۔ یون ہی سیر و سیاحت کرتا پھرتا ہون ۔

نعیم ۔ مکان آپکا کہان ہے ؟

فقیر ۔ پانی پت کرنال آپ نے سنا ہوگا ۔

نعیم ۔ اسم شریف ۔

فقیر ۔ عبدالرحیم

نعیم۔ اگر کسی مسلمان آدمی کا کوئی کام آپکے لائق ہو تو کر دیجیے گا؟

عبد الرحیم۔ بسر و چشم۔ لیکن بڑی مشکل یہہ ہے کہ مین یہان ٹھہر نہین سکتا۔

نعیم۔ ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے آج ہی رات کا کام ہے

عبد الرحیم۔ رات بھر تو نہین دو ایک گھنٹہ ٹھہر جاؤنگا۔ چاندنی رات ہے اسوقت منزل چلنے مین بڑی آسانی ہوگی۔

نعیم۔ اچھا دو ہی گھنٹے سہی۔ کھانا تو کھا لیجیے گا۔

عبد الرحیم۔ نہین کھانا تو مین کھا چکا۔ مین سائل نہین ہون۔

نعیم۔ نعوذ باللہ مین سائل نہین کہتا ہون۔ معاف کیجیے۔ اچھا ذرا میرے ساتھ چلیے لیکن دیکھیے آپکو اللہ والا سمجھکے ایک راز ظاہر کرتا ہون کہین طشت از بام نہو۔

عبد الرحیم۔ کچھ ضرورت نہین ہے۔ مجھسے راز نہ کہو جسقدر بتانا کام کے واسطے ضروری ہو وہ وقت پر بتا دینا چلو کہان چلوگے۔

یہ کہکر عبد الرحیم شاہ نعیم کے ہمراہ روانہ ہوا بستی کے باہر باغون اور کھیتون مین ہوکر راستہ کاٹتے ہوئے نعیم اور اسکے دونون ساتھی ایک چار دیواری کے پاس پہونچے یہ کاغذی پختہ اینٹون کی قد آدم بلند دیوار تھی جو مدتون سے مرمت نہونیکی وجہ سے جابجا شکستہ ہوگئی تھی۔ لمبی لمبی گھانس دیوار کے اوپر جمی ہوئی تھی اور اینٹون مین کائی اس طرح دوڑ گئی تھی کہ رنگ اینٹون کا معلوم نہوتا تھا۔ کہین کہین گارے مین لونا لگ جانے کی وجہ سے کسی ستمکے زخم دل کی طرح دیوار شق ہوگئی تھی۔ اور اینٹین پھولی و ابھری تھین۔ مختلف قسم کی وہ چڑیان جو عموماً ایسی جگہون مین رہتی ہین یہان گھونسلے لگائے تھین ایک مختصر سا دروازہ لگا تھا اور اندر چارون طرف صحن چھوڑکر درمیان مین ایک اوسط درجہ کا گنبد تھا۔

صحن مین پختہ و خام بہت سی قبرین تھین جنمین سے بعض کا پلاستر اوکھڑ گیا تھا کسیکی

اینٹیں نکل پڑی تھیں کوئی دھنسی ہوئی تھی بڑے بڑے غار قبروں پر نظر آتے تھے سوراخوں میں موذی کیڑے ونکا مسکن تھا اور سب جگہ گھاس پھونس کوڑا کرکٹ پڑا تھا بعض بعض قبروں پر سنگین سلیں بھی نصب تھیں جنپر کتبہ لگا ہوا تھا مگر سوا اسکے کہ مدفون کی چھاتی پر یہ سلیں ایک پہاڑ کی طرح رکھی ہوئی تھیں اور کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ کیچڑ مٹی اور کائی جم جانے سے کتبہ پڑھا نہ جاتا تھا- ایک مہیب سناٹا تمام قبرستان پر طاری تھا اور سنسانی سے تیرگی عالم کا عجیب بااثر فوٹو پیش نظر تھا-

گنبد جو بظاہر سب قبروں میں ممتاز تھا اوسکا بھی رنگ و روغن امتداد زمانہ کی نذر ہوچکا تھا- اندر جو قبر تھی اوسپر اور نیز باقی فرش پر اور گنبد کے اوپر ابابیلوں اور کبوتروں کی بیٹ سیروں پڑی تھی- جابجا ابابیلوں کے گھونسلے نکلے پڑے تھے- دیواروں پر کہیں کہیں کوئلے سے لکیریں کھچی تھیں اور کہیں کچھ لکھا تھا جو بوجہ رات ہونے کے پڑھا نہ جاتا تھا-

نعیم نے عبدالرحیم کو یہاں لاکر ایک قبر کے پائیں بٹھایا اور خود اوٹھ کر ادھر اودھر کچھ دیکھ بھال کے پھر آکر بیٹھ گیا- عبدالرحیم صوفی صاف طینت و بزرگ صاحبدل تھا- قبرستان کی اس حسرتناک سینری کو دیکھ کر اوسکے آنسو گر پڑے اور نعیم سے کہا دیکھو میاں کیا اللہ کی شان ہے ایک روز یہ لوگ بھی جوان جہان تھے- بڑی بڑی آرزوئیں- بڑی بڑی تمنائیں دلوں میں تھیں خدا جانے کون ارمان نکلے اور کون نہیں نکلے- بہتیرے انمیں بچے ہونگے بہتیرے جوان اور بہتیرے سن رسیدہ ہونگے- بڈھوں کو تو چھوڑ دو کیونکہ اونکو دنیا کے مزے بہت کچھ حاصل ہوے ہونگے مگر آہ! اون حسرت نصیب جوانوں پر غور کرو جنکی ہزار ہا آرزوئیں دل ہی میں گھٹی ہونگی- کسیکو شادی کی امید رہی ہوگی- کوئی اولاد کی آرزو کرتا رہا ہوگا- کوئی وصال یار کے پیچھے دلدادہ ہوگا مگر افسوس ایک موت نے تمام تمناؤں کو خاک میں ملا دیا- کوئی نام لیوا نہ رہا- خدا جانے ماں باپ پر کیا گذری ہوگی بھائی براوروں کو کیا قلق ہوا ہوگا- دیکھو اب یہاں کوئی بات پوچھنے بھی نہیں آتا- قبریں بھی دھنس کے

خندق ہوگئیں انسان کی زندگی حباب سے بھی بڑھ کر ناپائدار ہے - مگر آدمی کو ہوش نہیں آتا - سینکڑوں کو اپنے ہاتھوں گاڑ دیا مگر اپنے اوپر کبھی عبرت نہوئی جنکو پھول کی چھڑی نہ چھو جاتی تھی وہ ہزاروں من مٹی کے نیچے داب دیے گئے - شاہ و شاہنشاہ - فقیر و درویش عالم و جاہل عورت و مرد مومن و کافر کوئی بھی دست اجل سے نہین بچا - جائے غور و مقام عبرت ہی کہ اِس ذرا سی بو دپر اتراتے پھرتے ہین - خدا کی نافرمانی پہ کمر باندھی ہین کاش ذرا کی ذرا ہوش مین آتے - موت ہر وقت سب کے واسطے موجود ہی کوئی نہین جانتا کہ کب جان نکل جائے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ موت آئے پیچھے ایک دم کی مہلت ملنا نہین ہے پھر بھی آدمی نیکی و نیکو کاری نکرے تو اوسکی کمبختی ہے اللہ فرماتا ہی اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ بڑے ہی کمبخت ہین وہ لوگ جنکو اپنے حساب کا خوف نہین ہے - خصوصًا وہ لوگ جو بعث بعد الموت پر ایمان لا چکے ہین - خدا رحم فرمائے اور مسلمانون کو ہدایت دے ''

اِس لمبی چوڑی تقریر سے نعیم کی حالت بہت ہی پیچ و تاب کی ہوگئی آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھ گیا اور ایک بیہوشی سی اوسپر طاری ہو چلی تھی مگر باہر سے معین کی آواز سنکر وہ چونک پڑا اور امیر و شاہ صاحب کو چھوڑ کر تنہا باہر نکلا - دروازہ کے پاس سعیدہ و جانکی موجود تھین - جانکی کے پاس ایک گٹھری کپڑون کی تھی اور ایک آہنی بکس پاس ہی رکھا ہوا تھا - نعیم کو دیکھکر سعیدہ نے کہا "بیاری کو آدمی موجود ہین"

نعیم - کس لیے - ؟

سعیدہ - یہی اسباب اوٹھانے کے لیے - جیسا تمسے مین نے کہلا بھیجا تھا -

نعیم - کیون کیا ارادہ ہے ؟

سعیدہ - بس یہی کہ کسی طرف چل دین -

نعیم - یہ تو بہت مشکل ہے -

سعیدہ- یہ کیون؟ کیا تم اپنے عہد پر قائم نہین ہو؟
نعیم- مین عہد پر قائم ہون- جان دینے کو حاضر ہون لیکن اس خاص بات مین مجھے پس وپیش ہے-
سعیدہ- کس وجہ سے؟
نعیم- کیونکہ افشائے راز کا خوف ہے اور درصورت افشا جان کی خیر نہین ہے-

سعیدہ- پھر؟ (متردد ہوکر)
نعیم- اندر چلو وہان جو رائے ہوگی وہ کیا جاویگا-
سعیدہ- (کوئی آواز سنکے) کیا اندر کوئی اور ہے ؟
نعیم- ہان میرے دو رازدار ہین- کوئی خوف کی بات نہین ہے تم اندر چلو تو-

نعیم کے اصرار سے سعیدہ اندر داخل ہوئی- صندوق بھی اوٹھا کر اندر رکھ لیا گیا اور دروازہ بند کرلیا گیا تقریبًا ایک گھنٹہ تک اندر سے کوئی آواز سنائی نہین دی اوسکے بعد عبدالرحیم شاہ "خدا تمھاری مدد کرے" کہتا ہوا نکلکر ایک سمت کو روانہ ہوگیا عبدالرحیم کے جانے کے بعد امیر وجانکی صندوق و گٹھری لیکر سعیدہ کے گھر کی طرف گئے اور تخمینًا نصف گھنٹہ بعد پلٹ کر اونھون نے دروازہ کھلوایا-

اسوقت قریب ڈیڑھ پہر کے رات گذر چکی تھی نعیم وسعیدہ جو ابتک احاطہ قبرستان کے اندر تھے نکل آئے اور امیر وجانکی کے ہمراہ باتین کرتے ہوے چلے- مکان کے قریب پہونچکر نعیم سعیدہ سے رخصت ہوا اور چلتے چلاتے اوسکے نازک رخسارون کا بڑی گرمجوشی سے بوسہ لیا-

چھٹا باب

جدائی

ما بہر قلیم و. تو دانی ودل غمخور ما   بخت بدتا بکجا میبرد آبشخور ما

زمانہ تو بات کہتے گزرتا ہی - دن ہوا رات ہوئی صبح شام دوپہر رات یہی ہوتے ہوتے عمر عزیز کا بے بہا وقت گزرجاتا ہے اور سہو و سہل انگاری مین آج کل کرتے کرتے سیکڑون کام ناتمام ہزارون وعدے بیوفا بہتیرے مقدمے بے انفصال رہجاتے ہین - زندگی طلسم عجیب عجیب حیرت انگیز کرشمون سے پُر ہے - بچپن - جوانی - بڑھاپا - حیات و موت رنج و غم صدہا باتین ایک مختصر سی مدت مین آنکھون کے سامنے گزرجاتی ہین لیکن حضرت انسان ہین کہ انکے کانون پر جون تک نہین رینگتی - روز بہتیری باتین دیکھتے ہین مگر عبرت نہین ہوتی - غفلت و حرص توانکے حصہ ہی مین پڑگئی ہے - ادھر تو ایک نامراد دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتا ہی اور ادھر عواقب کو مال و دولت گھربار کی فکر پڑرہی ہے - کوئی خزانہ پر پہرہ مقرر کرتا ہی کوئی توشہ خانہ مین قفل ڈالتا ہی - کوئی زیور کا صندوقچہ قابو مین کیے ہے غضب ہے کہ کوئی اپنی جان سے جاے اور یہ اپنی اپنی فکر مین لگین -

افسوس صد ہزار افسوس منہ سے تو مریض کو تسکین دیتے جاتے ہین اور دل مین یہ خیال ہے کہ کہین جلد ختم بھی ہو - قبرستان مین جنازہ لیے بیٹھے ہین لیکن اسباب و مال کی فکر لگی ہے - چار دن کی زندگی کے واسطے کیا کیا بکھیڑے کرتے ہین اور یہ نہین معلوم کہ کل ہوتا ہی وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا موت تو دنیا کا آخری مرحلہ ہے اور اسمین ہر فرد بشر مجبور ہے اس سے قطع نظر کرکے جب ہم اون دو عاشق و معشوق کو دیکھین گے جو ایک دوسرے پر جان دیتے ہین تو صاف صاف طور پر یہ عقدہ حل ہوجائیگا کہ انسان سے بڑھکر کوئی غافل نہین ہے - ایک نگاہ دیکھ لینے اور کبھی کبھی صاحب سلامت ہوجانیکا موقع جو خدا جانے کن کن مرحلون کے بعد ملتا ہے اوسکو غنیمت نہین سمجھتے اور نہ اسکی قدر کرتے ہین - آیندہ وعدون اور اقرارون پر اس طرح ٹال ٹول ہوا کرتی ہے کہ گویا ابد الآباد تک یہی موقع حاصل رہیگا -

آہ ! ہم اپنے ہیرو نعیم کی اوس حسرت و افسوس جانگدازی کا کیونکر بیان کرین جو اوسکو

اپنی ایسی ہی غفلت پر ... پیاری محبوبہ دلنواز سعیدہ سے رخصت ہو رہا تھا۔ آہ! کس یاس کا ... کرونگی۔ کس امید پر اور کس کے ... واللہ اعلم اسوقت ان دونوں کے دلوں پر کیا گذری ہوگی۔ ایسی ... جبکہ نعیم کو شان وگمان بھی نہ تھا اوسی کے مکان سے خط آیا کہ تم فوراً بلا توقف ساعتے چلے آؤ۔ اس طلبی نے بیچارے کی نہ صرف صدہا آرزوؤں ہی کا خون کر دیا بلکہ اوسکی زندگی کو تلخ وناگوار کر دیا۔

باپ کی سخت بیماری کا حال لکھا تھا اور مکرر سہ کرر جلد آنیکی تاکید تھی۔ جوش خون خوامخواہ اس امر پہ مجبور کر رہا تھا کہ جیسی بنے کل کے پہونچتے اسوقت پہونچ جاؤں اور اوس عازم سفر آخرت کو ایکبار دیکھ لوں جسکی بدولت جامۂ ہستی ملا ہے۔ آہ اسوقت نعیم عجیب کشمکش میں تھا جوش خون اگر اس بات پر آمادہ کر رہا تھا تو زخمی دل اور سینۂ سوزاں کا یہ اشارہ تھا کہ در جاناں کو نہ چھوڑو لیکن چارۂ کار سوا اسکے کیا تھا کہ باپ کو دیکھنے جاے کیونکہ در صورت نجانے کے علاوہ اسکے کہ جوش خون نہ مانتا تھا دارین کی روسیاہی بھی تھی۔ آخر اس حیص بیص کا نعیم نے یہی فیصلہ کیا کہ سعیدہ سے اجازت لیکر وطن چلنا چاہیے۔ کیونکہ بشیر احمد بیمار ہوکر خیر آباد آگیا تھا اسیکی معرفت جانکی کو مفصل کیفیت سے اطلاع دی اور اگلے دن صبح صادق کیوقت سعیدہ کے پاس گیا۔ سعیدہ اس کبارگی کی جدائی سے نہ پریشان ہی تھی بلکہ اوسکا دل بیٹھا جاتا تھا بار بار آہیں بھر کے کہتی تھی "پیارے نعیم اب کب تمھارا دیدار نصیب ہوگا۔ ہاے میرا دل تو نہیں مانتا" اور نعیم کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں آنسوؤں سے اچکن تر تھی۔ سعیدہ کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوے سسکیاں بھرتا تھا اور اسکے گل رخسار کے بوسے لیتا جاتا تھا۔

دیر تک یہی کیفیت رہنے کے بعد سرخی کی دھاریاں افق مشرق سے بلند ہوتی دیکھ کر نعیم بولا "اچھا پیاری اب رخصت ہوتا ہوں خدا چاہیگا تو پھر ملیں گے"

سعیدہ۔ میرے دل کو کیا سمجھائے جاتے ہو۔ ہاے تم ایسے بیمروت ہوگئے یوں اکبارگی

تمھارا جی اوکتا گیا۔ ترگزرتا ہی۔ دن ہوا رات ہوئی صبح شام دوپہر
نعیم۔ پیاری مین مجبور اور جاتا ہے اور سہو و سہل انکاری ہین آپکے والد کا وقت بہت نازک
ہین تو یہ بھی کرسکتا ہون کہ نہ جاؤن بہتیرے مقع پر مچھون مگر کیا تم اپنے دلدادہ عاشق کی
روسیاہی منظور کرسکوگی۔
سعیدہ۔ نہین پیارے مین منع تو نہین کرتی لیکن افسوس کلیجہ ملا جاتا ہی۔ دل ورد کی
ساتھ ہی آس بھی ٹوٹی جاتی ہے۔ ہائے کسی طرح قرار ہی نہین آتا۔
نعیم۔ (سعیدہ کے چہرہ کا بوسہ لیکے) اے میری دلربا دل کو سمجھاؤ تسکین دو۔ ہمت کر
خدا مدد کریگا۔
سعیدہ۔ آہ! سمجھانے سے مان بھی تو جائے۔ اللہ جانے کیا ہونیوالا ہی۔ خدا تمھین
سلامت رکھے نہ معلوم پھر بھی تمھاری دیدار نصیب ہوگی یا نہین۔
نعیم۔ پیاری اس طرح ناامید مت ہو زندگی ہے تو پھر ملین گے۔ آہ! تمکو میرے دل کی خبر ہی
نہین کہ ہے۔
سعیدہ۔ پھر ملین گے ابھی معلوم ہوجاتا تو بھی جی کو سمجھا لیتی۔ اتنا بڑا سفر اور یہ جدائی
خدا جانے مجھ پر کیا بیت جائیگی زمانہ و تقدیر بھی ماں باپ کی طرح مجھ سے پھرے ہین تمھارے
بعد کیا جانے کس آفت مین مبتلا ہون۔
نعیم۔ انشاءاللہ مین بہت جلد واپس آجاؤنگا گھبراؤ نہین۔ اپنے دل کو تسکین دو ہین تو
تمھارا خیال مجھے خون کے آنسو رلائیگا۔
سعیدہ۔ پیارے مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلو۔ لونڈی بنکر تمھارے یہان رہنا یہان کی
چین و آرام سے ہزار درجہ بڑھ کر ہی۔ کیون کیا کہتے ہو؟ اسیوقت تیار ہون۔
نعیم۔ جانمن! یہ تو کچھ مشکل نہین ہے لیکن معلوم نہین کہ مجھے سکان پر کیا پیش آوے والد کا
کیا حال ہو یہان کے لوگ میرے بعد کیا کارروائی کرین ان سب صورتون مین تمھاری

تفضیح ہو گی۔

سعیدہ۔ پھر آخر مین یہان کیا کرونگی۔ کس امید پہ اور کسکے سہارے پر رہونگی؟

نعیم۔ خدا پہ بھروسہ رکھو اور اوسی کے آسرے پر رہو۔ اپنا کام اوسیکی مرضی پہ چھوڑ دو وَمَن یَّتَوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ خدا مدد کریگا۔ وہی دردمندون کا طبیب ور مریضون کا شافی ہے۔ جامع المتفرقین اوسیکا نام ہے۔ وہی جدا کرتا ہے وہی پھر ملا دیگا۔

سعیدہ۔ ہائے میری تو تسکین نہین ہوتی۔ اے اللہ کیا کرون۔

نعیم۔ ایسا نہ ہو کوئی بڑی سی بڑی مصیبت ہو آدمی انگیز ہی کر لیتا ہے۔

سعیدہ۔ تمھارے نزدیک یہ کوئی مصیبت ہی نہین ہے۔ افسوس ساری زندگی کی امیدونکا تمھین پہ دار و مدار ہے تمھارے سوا کوئی غمخوار و دلدار نہین ہے۔

نعیم۔ اب بہت دیر ہو چکی لوگ تمکو مکان مین نہ دیکھین گے تو شبہ کرینگے بس اب ہنسی خوشی مجھے اجازت دو۔

اسکے جواب مین سعیدہ بے اختیار چیخ مار کر نعیم سے لپٹ گئی اور خوب جی کھول کر روئی۔ گلابی گلابی رخسارے وفور غم سے زرد ہو رہے تھے۔ آنکھونکا سرمہ آنسوؤن کے ساتھ گالون پر بہہ کر چہرہ کی عمزدگی دکھا رہا تھا۔ بالون کی لٹین کھل کر پریشان ہو گئی تھین اور پیشانی صاف شبگیر کی سیاہی مین چھپ گئی تھی۔ دھانی رنگ کا دوپٹہ جو رونے پیٹنے مین سر سے گر پڑا تھا زمین پر پڑا ہوا پامال ہو رہا تھا اور سعیدہ مجنونون کی طرح نعیم سے لپٹ لپٹ کر رو رہی تھی بڑی دیر تک رونے دھونے کے بعد جانکی کے سمجھانے سے بمشکل عاشق و معشوق جدا ہوئے نعیم تو منزل مقصود پر جانے کے لیے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور سعیدہ ایک چور دروازہ کی طرف سے ایک خاص زینہ پر ہو کر جو خفیہ اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا اپنے گھر کے اندر داخل ہوئی۔ لیکن اوسکی نگاہ نعیم پہ لگی ہوئی تھی اور ہچکیون کا تار بندھا ہوا تھا۔ معشوقہ سے رخصت ہو کر نعیم با دیدہ گریان و دل بریان اپنی فرودگاہ پر واپس آیا۔

امیر نے ناشتہ پکا کر سواری وغیرہ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ کہار فنس پہ پچھونا بچھا رہے تھے نعیم نے ایک کوٹھری میں جاکر اسباب جو چھوڑ جانے کے واسطے رکھا گیا تھا دیکھا اور اطمینان کرکے بجبر دل کو تسکین دی اور یار و احباب سے رخصت ہو کر سوار ہو گیا۔

فنس بستی کے نکاس ہی پر پہونچی تھی کہ پیچھے سے امیر نے جو آہستہ آہستہ آتا تھا آواز دی "ذرا سواری روکنا"، اس آواز کے ساتھ ہی کہاروں نے قدم روک لیے نعیم گھبرا کر پیچھے دیکھنے لگا اتنے میں امیر دوڑتا ہوا آپہونچا اور بولا "حضور جانکی آتی ہے کچھ کہے گی"

نعیم۔ مجھ سے۔؟

امیر۔ ہاں حضور۔

نعیم۔ اچھا تو باہر چل کر ٹھہرنا چاہیے یہاں لوگوں کی آمد و رفت ہے اسلیے مناسب نہیں ہے۔

امیر۔ بہت بہتر۔

پھر فنس اٹھائی گئی اور چند گلیوں میں گھومتی ہوئی قصبہ کے باہر پہونچی۔ آبادی سے چند قدم ہٹ کر ایک باغ تھا جسکے گرد بیتا ورکے بڑے بڑے درخت لگے تھے انکی آڑ میں فنس رکھ کر کہار نعیم کا اشارہ پاکر ہٹ گئے۔ جانکی بھی ہانپتی کانپتی آئی اور ایک سفید رومال میں کوئی چیز بندھی ہوئی نعیم کو دیکر کہا "یہ تحفہ آپ کو دیا ہے۔

نعیم۔ اسمیں کیا ہے؟

جانکی۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ کے چلے آنے کے بعد روتی ہوئی کمرے سے نیچے اتریں اور ماں کو بھیجکر مجھے بلا بھیجا میں نے پوچھا بھی کہ کیا ہے مگر کچھ بتایا نہیں۔

نعیم۔ کوئی خط وط تو نہیں دیا۔؟

جانکی۔ ہاں ایک کاغذ دیا ہے۔

نعیم۔ لاؤ دیکھوں۔

جانکی۔ (خط دیکر) مجھے دیر ہوتی ہے اب جاتی ہوں۔

نعیم ۔ (خط کھول کر) پڑھو۔

یہ کہکر وہ رقعہ نعیم نے پڑھا جسمین یہ چند کلمے لکھے تھے "تم تو جاتے ہو مگر میری جان بچیگی۔ اچھا خدا حافظ یہ تحفہ بطور یادگار بھیجتی ہون غریب سعیدہ کی یادگار سمجھکر اپنے پاس رکھنا" رقعہ پڑھکر نعیم کے آنسو گر پڑے اور جانکی کو یہ سمجھا کر رخصت کیا اور کہدینا گھبرائین نہین۔ خدا مالک و پروردگار ہے مین انشاء اللہ بہت جلد آؤنگا۔ جبتک پلٹ کر نہین آتا میرا دل یہین رہیگا" ادھر تو جانکی آبادی کی طرف چلی اور اُدھر کہارون نے فنس اٹھاکر لکھنؤ کا راستہ لیا۔

ساتوان باب

زمانۂ فراق

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

نعیم کو گئے ہوئے پورے بائیس دن ہوگئے۔ سعیدہ کو دن رات خط کا انتظار تھا مگر افسوس اوسکی آرزو بر نہ آئی مفصل خط تو درکنار ایک کارڈ رسید کا بھی نہ آیا کہ جس سے دل بیمار کو تسکین ہوتی۔ راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین مگر نہ آیا تک نہ ہلا۔ ننھی سی جان گھل گھل کر آدھی خاصی رہگئی۔ دن ہے تو خط کا انتظار ہے۔ رات ہے تو خبر کی راہ دیکھتی ہے بس یہی کام رہگیا تھا۔

سعیدہ بہت آزاد مزاج واقع ہوئی تھی اسکے علاوہ اوسکے مزاج مین مان و ان بالکل نہ تھا دعا تعویذ فال شگون کو محض بیکار سمجھتی تھی نہ اس وجہ سے کہ وہ پکی مومنہ و موحدہ تھی بلکہ محض اس باعث سے کہ مس پالی کے خیالات ابتک اسکے دماغ مین گونج رہے تھے۔ وہ شرع و مذہب سے متنفر نہ تھی تو بھی اوسکے دل مین غلو کے ساتھ شرع و مذہب کی جگہ نہ تھی۔ البتہ نعیم کے سمجھانے سے اوسنے اس طرف توجہ کی تھی اور اصول مذہب کی پابندی شروع کردی تھی۔ لیکن حضرت عشق کے سر چڑھتے ہی ہوا کا رُخ پلٹا خیالات مین تغیر ہونے لگا بالخصوص نعیم کی

غیر متوقع جدائی نے اب اور بھی نرالی کیفیت پیدا کردی۔

سچا اور خالص سوز و گداز ہر وقت سعیدہ کے دل کو ابھارا کرتا تھا اور شب و روز درگاہ باری میں رو رو کر مناجات کیا کرتی تھی۔ عبدالرحیم شاہ نے ایک چھوٹا سا اردو زبان رسالہ بطور یادگار سعیدہ کو دیا تھا جسے اوسنے الماری میں رکھدیا تھا تو پھر اوٹھانیکی بھی نوبت نہ آئی تھی مگر اب اس بیماری و زاری کی حالت میں شغل بیکاری سمجھ کر سعیدہ نے وہ رسالہ دیکھنا شروع اور اسکے مضامین جو اخلاق و ادب کے ساتھ ہی تصوف کا مذاق بھی لیے ہوے تھے اوسکے دل پر اثر کر گئے اور لفظ لفظ پر سعیدہ کو عبرت و نصیحت ہونے لگی۔ ایک ایک سطر کو پانچ پانچ سات سات بار پڑھتی اور جی چاہتا کہ پھر اسیکو پڑھوں۔ اب اوسکو سیدھی سیدھی عقلی باتوں نے اپنے خیالات کی غلطی ثابت ہوئی اور بات بات میں اپنی کوتاہ اندیشی پیش نظر ہونے لگی جن امور پر کبھی وہ بڑے بڑے اعتراضات کیا کرتی تھی وہ با وقعت ثابت ہونے لگے اور ہر ہر کام کی جڑ شاخیں نتیجہ ذہن میں آنے لگا۔

سب سے زیادہ عبرت سعیدہ کو اوس کتاب کے آخر کے چند قلمی فقرے دیکھکر ہوئی جو اوسکی طرف خطاب کر کے یوں لکھے گئے تھے وہ انصاف کرو کہ تم آجتک خطا پر تھیں یا نہیں تمنے خدا و رسول کے ساتھ ہی اپنے ماں باپ کا بھی گناہ کیا تمنے اپنی بیش بہا زندگی ضائع کر کے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔ میں ہرگز یہ صلاح نہ دیتا مگر مصلحت اسی میں دیکھی۔ اب بھی وقت ہے کہ تم اسکو سمجھو اور تلافی مافات کی فکر کرو۔ مجکو خدا نے شاید اسی لیے یہاں بھیجا تھا۔ مہلت نہیں ورنہ کچھ اور لکھتا۔ اگر تم میری نصیحت پر عمل کروگی تو اللہ کی بے انتہا رحمت تمھارے اوپر شامل (عبدالرحیم)،، یہ الفاظ مٹے مٹے اور پنسل سے لکھے تھے۔ سعیدہ نے انکو پڑھکر منصفانہ نظر سے اپنی گذشتہ لائف کو جانچنا شروع کیا اور اپنے ہتکھنڈون پر پشیمان رونے لگی۔

جو تضرع و زاری سعیدہ نعیم کے فراق میں کیا کرتی تھی اوسمین اس کتاب سے اور بھی

دونی آگ بھڑک اوٹھی اوسکا طرز و قرینہ سب بالکل بدل گیا مزاج مین ایک قسم کی سہولت آگئی اور تواضع وانکسار سے لوگون کی نگاہ مین اوسکی اور بھی منزلت ہوگئی گھر کے چھوٹے بڑے کسی سے وہ گھُڑک جھڑک کر بات نہ کہتی تھی۔ نہ ماما وغیرہ پر کام کے لیے حکومت کرتی تھی۔ جو کام ہوا خود کرلیا جس سے بولی بملائمت جسکے پاس بیٹھی اوس سے بہ لطف و شفقت باتین کین۔

چونکہ عورتون کے مزاج مین ہر بات ایک انتہا درجہ کا غلو پیدا کرلیتی ہے اسیوجہ سے سعیدہ کی طبیعت جو شرع کی طرف مائل ہوئی تو دن رات ورد و وظائف سے فرصت ہی نہ ملتی تھی کبھی کچھ دعا پڑھنے لگی کبھی کوئی ختم ورد کرنے لگی۔ کبھی قرآن مجید مین فالین نکالنے لگی لیکن دلِ ناصبور کو اس سے کیا تسکین ہونیوالی تھی روز بروز بیقراری بڑھتی جاتی تھی خصوصًا جب کوئی اوس سے طعن و تشنیع کے کلمات کہتا تو اوسکا دل کٹ کے رہجاتا۔

سعیدہ کی منجھلی بہن حمیرا جو اوس سے دو سال چھوٹی اور محمد احمد سے بڑی تھی۔ بہت ہی شوخ و طرار تھی وہ اکثر سعیدہ کے اوپر منھ آتی تھی۔ خصوصًا جب سے والدین کی ناراضی کی سُن گن پائی تھی تب سے تو وہ سعیدہ کو بات بات مین بنایا کرتی تھی۔ سعیدہ جواب دینے مین عاری نہ تھی اوسکو حمیرا کی باتون کے نشیب و فراز اشارے کنائے خوب معلوم تھے مگر اوسکی خاموشی پسند طبیعت فضول اور بیجا باتون سے بہت ہی متنفر تھی اسوجہ سے وہ حمیرا کو جواب دینے کے بجاے اپنے کو نفرین کیا کرتی تھی اور جو شرارے حمیرا کی طعن طرازی سے پیدا ہوتے تھے اونکو آب چشم سے سرد کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔

اندازہ کرنے کے واسطے ہم ایک دن کی کیفیت ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین۔

بعد مغرب کا وقت تھا ابر کے گھٹا ٹوپ چھائے ہونے کی وجہ سے چارون طرف اندھیرا تھا ہوا کے جھونکے زور سے چل رہے تھے۔ اور مینھ آہستہ آہستہ پڑ رہا تھا۔ سبزہ زارون کی ہری بھری گھانس ہوا کے تھپیڑون سے کسی نازک بدن کی کمر کی طرح بل کھا کھا کر لہرا رہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی بوندین پڑنے سے ترنم آمیز آواز پیدا ہوتی تھی۔ پھولون کی پنکھڑیان ٹوٹ ٹوٹ کر

زمین پہ گرتی جاتی تھیں اور صحرائی پرندے جو درختوں کی شاخوں پہ بسیرا لیے ہوئے تھے ادہر ادوھر پھڑپھڑاتے پھرتے تھے۔ ہماری ہیروئن سعیدہ کے کمرے کے دروازے ہوا کی وجہ سے بند تھے اور ایک لیمپ تخت پر رکھا ہوا ٹمٹما رہا تھا۔

سعیدہ تخت ہی پر مصلا بچھائے بیٹھی تھی اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگ رہی تھی کہ یکبارگی دروازہ کو کسی نے کھٹکھٹایا برا تو بہت معلوم ہوا مگر مجبوراً سعیدہ نے اوٹھ کر دروازہ کھولا آنکھوں سے جو آنسو جاری تھے اونھیں دوپٹے سے پونچھ کر اور آواز کھانس کھنکار کر صاف کر کے اوس آنے والے سے جو حمیرا تھی پوچھا "کہاں چلیں"

حمیرا۔ کہاں کیا کوئی تعجب کی بات ہے آپ کے پاس چلی آئی

سعیدہ۔ (بہت نرمی سے) یہی تو میں بھی پوچھتی ہوں۔

حمیرا۔ آپکو یہ پوچھنا ہی نہ تھا۔ کیا کریں جب آپ چلہ نشین ہو گئیں تو آخر ہملوگو نکا جی کیسے مانے

سعیدہ۔ ہاں میری عادت نیچے اوترنے کی کم ہے۔

حمیرا۔ یہی تو تعجب ہے کیونکہ ہمیشہ ایسی عادت نہ تھی بلکہ اور کوئی آپکی وجہ سے ایک جگہ اور چپ بیٹھنے پاتا تھا کوئی دن نہوتا تھا کہ جب آپ دو چار مرتبہ مجھ پہ خفا ہوتی ہوں۔

سعیدہ۔ سچ کہتی ہو۔ وقت و مزاج کا مقتضا ایسا ہی ہوا کرتا ہے میری غلطی تھی جو میں تم لوگوں سے بیجا باتیں کیا کرتی تھی۔ اب مجکو ایسی حرکتوں سے سخت نفرت ہے اور اپنی گذشتہ حصہ عمر کا افسوس

حمیرا۔ کیا پھر کوئی دوسری پالی آکر آپکو یہ باتیں سکھا گئیں۔ جو آپکو افسوس ہے۔

سعیدہ۔ پالی کیسی؟

حمیرا۔ وہی پالی جنسے سُن سُن کر آپ میم صاحب بنگئی تھیں۔

سعیدہ۔ (غمگین لہجہ میں) حمیرا تم مجکو لعنت نکرو۔ تمھارا خیال شاید صحیح نہیں ہے۔

حمیرا۔ کیوں؟

سعیدہ۔ اسلیے کہ میں نے کبھی انگریزی طرز معاشرت کی طرفداری نہیں کی۔ البتہ اپنی غلطی سے

اونکے بعض خیالات کو پسند کرتی تھی مگر اب ثابت ہوا کہ میری غلطی تھی۔

حمیرا۔ یہی تو پوچھتی ہون باجی!

سعیدہ۔ کیا پوچھتی ہو؟

حمیرا۔ یہ کہ کیون آپ کو وہ خیالات غلط معلوم ہوتے ہین۔

سعیدہ۔ غور کرنے سے اور تجربے سے۔

حمیرا۔ آپ کو تجربہ بھی ہے۔ ہان پچھلے مہینون مین اکثر لکھنے پڑھنے مین زیادہ رہنے کی وجہ سے آپ کو تجربہ ہو گیا ہوگا۔ مگر لکھنے مین کیا تجربہ ہوا کیونکہ کوئی بتانے والا نہ تھا۔

سعیدہ۔ (آہ کرکے) حمیرا کچھ خاص کام ہو تو بیان کرو ان باتون مین ناحق وقت ضائع کرتی ہو۔

حمیرا۔ خاص بات کچھ راز تو کہنا ہی نہین ہے یہی دل بہلانے مزاج پوچھنے کے واسطے آئی ہون مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ آپکا وقت خراب ہوتا ہے۔

سعیدہ۔ تمھاری اس محبت خواہرانہ کا بہت بہت شکریہ۔

حمیرا۔ باجی بُرا نہ ماننا۔ مین دیکھتی ہون کہ آپکو ظاہری شیپ شاپ بہت آگیا ہے۔ بات بات میں ایسے ہی اشارے کنایے آپ کیا کرتی ہین۔

سعیدہ۔ بہن یہ حال تو خدا کو خوب معلوم ہے۔ ہان اس سے مجبور ہون کہ دو حرف پڑھی ہونے کی وجہ سے شین قاف ضرور منھ سے نکل جاتا ہے۔

حمیرا۔ شین قاف تو مین بھی درست بولتی ہون مگر مجھکو یہ آپکی ایسی بناوٹ نہین آتی۔

سعیدہ۔ خدا مجھے توفیق دے کہ اگر مین ظاہرداری کرتی ہون تو یہ کمبخت عادت مجھ سے چھوٹ جائے

حمیرا۔ کوئی کتاب پڑھیے۔

سعیدہ۔ میری طبیعت اچھی نہین ہے تمھارا جی چاہے تو قصص الانبیا نکالدون پڑھو۔

حمیرا۔ مین تو نہ پڑھونگی آپ پڑھتین تو سن لیتی۔

سعیدہ - حمیرا مین بہت خوش ہونگی اگر تم مجھے معاف کرو۔
حمیرا - (سعیدہ کے چہرہ پر نظر غور کرکے) باجی آپکا چہرہ زرد کیون ہی؟
سعیدہ - کوئی پندرہ بیس دن سے بخار آتا ہے - متلی و دوران سر رہنے کی وجہ سے غذا نہین ہوتی۔
حمیرا - پھر کچھ دوا ہونا چاہیے - آج مین اماں سے کہونگی۔
سعیدہ - کیا کرنے کو کہو گی - اچھی ہو جاؤنگی۔
حمیرا - غفلت مناسب نہین ہی - مگر تعجب ہے کہ آپکو تو کبھی دوران سر نہوتا تھا کیا بات ہی؟
سعیدہ - مرض کے واسطے عادت کی ضرورت تو ہی نہین - جو ہو گیا وہی۔
حمیرا - پھر اماں سے کہنے کو آپ کیون منع کرتی ہین -؟
سعیدہ - اونسے کہنے سے کیا فائدہ کوئی مہلک عارضہ تو ہی نہین - دو چار دس پانچ روز مین صحت ہو جائیگی۔
حمیرا - عارضہ تو عارضہ رہتے رہتے ذراسی بیماری مہلک ہو جاتی ہی - ماں باپ سے آدمی کو کوئی بات چھپانا نہ چاہیے - آپ کی باتین شک دلانیوالی ہوتی ہین۔
سعیدہ - میری باتین شک دلانیوالی ہین - افسوس - (آہستہ سے) یہ میری اعمال کا نتیجہ ہے پیارے نعیم تم بھی مجھے بھول گئے آجتک خبر نہ لی۔
ابتدائے گفتگو سے سعیدہ کا دل بھرتا چلا آتا تھا حمیرا کا بار بار سخت کلامی کرنا اوسکی دل پر بھالا سا مارتا تھا اب اوس سے ضبط نہ ہوسکا اور دوپٹے سے منہ ڈھانپکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - حمیرا دیر تک کمرے مین ادھر اودھر چیزین دیکھا کی اوسکے بعد سعیدہ کو اوسی حالت مین چھوڑ کر چلدی - تنہائی ہوتے ہی سعیدہ کی آہ وزاری نے اور ترقی کی اور اوسنے رو رو کر کہنا شروع کیا۔
وہ اے ارحم الراحمین خدا مجھ ذلیل و روسیاہ نافرمان لونڈی سے میری لغزشون کا

بدلا نہ لے۔ الٰہی! تو رؤف و رحیم غفار و ستار ہے تیری شان بہت بڑی ہے تو آخر گناہی اور میں گنہگار ہوں۔ اپنے دل کے ہاتھوں میں بہت ذلت اٹھا چکی یا اللہ اب طاقت برداشت نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے مجکو طعنے دیتے ہیں۔ میرا کلیجہ باتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے جو کچھ میں نے کیا وہ تیری رحمت کے آگے کچھ نہیں ہے۔ پھر بھی ایک معنی کر کے میں نے تیری ایسی بڑی نافرمانی نہیں کی۔ میں اپنے گناہوں کا تیرے حضور میں اقرار کرتی ہوں اے دستگیر بیکسان میری مدد کر اور میرا پردہ نہ فاش کر،،

یہ مناجات بڑے حضور دل سے دیر تک کرنے کے بعد سعیدہ نیچے اتری اور بمشکل ذرا سا کھانا کھا کے پھر اپنے شیون کدہ میں آئی۔ رات زیادہ آچکی تھی۔ تقاطر باران موقوف ہو چکا تھا اور ابر پھٹ جانے سے ایک خوشنما جال آسمان پہ پھیلا ہوا تھا۔ بھیگے بھیگے تارے جھلملانے لگے تھے۔ اسوقت کا لطف دیکھ کر سعیدہ کو اپنے بچھڑے کا خیال آیا اور آہیں بھر کر رونے لگی۔ سب آدمی سو گئے مگر اسکو چین نہ پڑی کروٹ پہ کروٹ بدلتی تھی۔ کبھی چادر اوڑھتی کبھی تکیہ درست کرتی کبھی اٹھ کر بیٹھ جاتی لیکن نعیم کا تصور کسیطرح کل نہ لینے دیتا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے آدھی رات کے قریب آنکھ بند ہوئی۔

آٹھواں باب

بدگمانی

تصور دلدار بھی کیا بری چیز ہے کہ پہاڑ سی رات کروٹیں لیتے گذر جاتی ہے مگر دل بیچارہ کو کسی طرح کل نہیں پڑتی کبھی تکیہ بدلا کبھی چادر برابر کی کبھی اوٹھ کے تارے گننے کبھی شمع کی جگہ گداز ہونے پہ پروانوں کی جانفروشی کا تماشہ دیکھا کبھی اون پھولوں پر نظر ڈالی جو کسی کے گلے کا ہار بنانے کے واسطے توڑے گئے تھے اور باسی ہونے کی وجہ سے کھلا کر افسردہ و پھیکے پڑ گئے تھے۔ بو باس رخصت ہو چکی تھی صرف ایک حسرت آمیز صورت باقی تھی کہ جسے دیکھ دیکھ کر کوئی حرمان نصیب

کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتا ہی بس یہ کام رہجاتا ہی - وہ ناصبور دل جو کسی لعت مشکلین کی شمیم عنبر نسیم سونگھ کر ہوش و حواس کھو چکتا ہے اسی اودھیڑ بن مین زندگی کے منحوس دن فقط ایک آیندہ امید پر بسر کرتا ہی -

ہماری غم نصیب ہیروئن سعیدہ جو جور فلک کی بدولت اپنے چچا ہیتیے نعیم سے جدا اور صدمات فراق کے بار سے چور چور تھی حیرا رکے تیر و نشتر جملون کے درد سے ساری رات تڑپا کی آدھی رات کے قریب ذراسی آنکھ لگی تھی کہ اکبارگی پپیہے کی پکارنے دبی ہوئی آتش عشق مین ایک تیز ہوا کی طاقت پہونچا کر اوسکا درد و غم پھر تازہ کر دیا اور وہ آہین بھرتی ہوئی اوٹھ بیٹھی - پپیہا کی پی پی سی کلیجہ بلیون اچھلنے لگا دل مین غیر معمولی حرکت محسوس ہوئی اور نعیم کے تصور مین دونون ہاتھون سے دل تھام کر سعیدہ رونے لگی - سرمگین آنکھون سے آنسوؤن کے ساتھ سرمہ بہ رہا تھا اور پیشانی پر شکن پڑنے سے ایک دلآویز سمان اوسکے حسن دلفریب مین پیدا ہوگیا تھا -

ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر دعائین مانگ رہی تھی اور حفظ عزت کا سوال کر رہی تھی کہ زمانہ کے ایکٹر نے طلسم شب کا پارٹ بدلا - رات کا دلفریب سین نسیم سحر کی آمد آمد کے ساتھ رخصت ہوا - اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے درختون کی ڈالیان جھوم جھوم کر کسیکی زلف پریشان کو اوبھارنے لگین - نازک نازک گلابی رخسارے سرد ہوا کے جھونکون سے نیلگون ہونے لگے اور جگنے والون کی آنکھین رات بھر کی بیخوابی سے سرخ سرخ ڈورون سے برگ گل کی طرح مختلف رنگ دکھانے لگین سعیدہ خالق اکبر کی یاد کر کے سجادہ بچھا کر دوگانہ فرض ادا کرنے کو کھڑی ہوگئی -

سلام پھیرتے ہی سعیدہ نے دیکھا کہ اوسکی مان تسبیح ہاتھ مین لیے کچھ وظیفہ پڑھتی چلی آئی ہے مان کا یون یکایک آجانا کچھ کم تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ وہ ہفتون کوٹھے پر آنیکی عادی نہ تھی خصوصاً اتنے سویرے کہ جب بہتیرے لوگ سوکر بھی نہ اوٹھے تھے سعیدہ گھبرائی و جھجکتی ہوئی اوٹھی اور مان کو جھک کر سلام کیا -

ماں - کیوں بیٹی کیسی ہو؟

سعیدہ - اماں جان اچھی ہوں - خدا کا شکر ہے -

ماں - (پلنگ پر بیٹھ کر) تم نے یہ کیا عادت اختیار کی ہے کہ کوٹھے سے اترتی ہی نہیں ہو - دن رات یہاں بیٹھے بیٹھے تمہارا جی نہیں گھبراتا -

سعیدہ - جی نہیں - میں تو یہاں بہ نسبت تمام مکان کے اطمینان سے رہتی ہوں کیونکہ تنہائی میں خاموش بیٹھی رہتی ہوں کسی جھگڑے بکھیڑے سے کچھ مطلب نہیں ہے -

ماں - یہ نئی بات ہے کہ اکیلے میں تمہارا جی نہیں گھبراتا - مجھ سے تو گھڑی بھر بھی اکیلی گزارا نہو اسکے سوا یہ اور بھی اندھیر کی بات کہتی ہو کہ جھگڑے بکھیڑے سے مطلب نہیں ہے - اللہ رکھے جوان ہوئی ہو کل بیاہ ہوگا دنیا کا سارا کھڑاگ تمہارے سر پڑیگا آخر کیونکر نبھے گی -

سعیدہ - خدا آپ کو سلامت رکھے مجھکو کسی کھڑاگ سے کیا مطلب -

ماں - یہ کیا؟

سعیدہ - (دبی آواز میں) یہ کہ میں آپکے قدم چھوڑنا پسند نہیں کرتی -

ماں - کہیں زمانہ میں ایسا ہوا ہے کہ بیٹیاں ماں باپ کے گھٹنوں لگی بیٹھی رہیں -؟

سعیدہ - کہیں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو میرا تو یہی ارادہ ہے -

ماں - (جھڑک کر) تم سخت بیوقوف ہو ایسی بیہودہ باتیں منہ سے نکالتی ہو کوئی سنے تو کیا کہے -

سعیدہ - کہیگا کیا؟

ماں - کہیگا کیوں نہیں - جسکی جو بات ہوتی ہے وہ سبھی کہتے ہیں کوئی کیسکی زبان نہیں پکڑ لیتا - تمہاری باتوں سے سارے خاندان کے کلنگ کا ٹیکا لگیگا -

سعیدہ - اماں جان میری باتوں سے؟

ماں - ہاں ہاں تیری باتوں سے مُردار - (غصہ ہوکر)

سعیدہ - (سہمکر) اماں جان - میں تو آپ کی لونڈی ہوں - بیعذر - فرمانبردار -

مان - جب ہی تو بیٹھے بیٹھے نخرے بگھارا کرتی ہو - روز نت نئے پاکھنڈ - اللہ ری لڑکی تیری آنکھون مین ذراسی حیا و شرم نہین ہو -

سعیدہ - امان جان - خدا کیواسطے ایسے جگر خراش الفاظ تو نہ کہا کیجیے - آخر کچھ میرا قصور خطا -

مان - جو کوئی دیکھتا سنتا ہی وہ ادکھیان سُناتا ہی بات بات مین طعنے دیتا ہو اس سے بڑھکر اور تیرا قصور کیا ہوگا ہوتے ہی مرگئی ہوتی تو اچھا تھا -

سعیدہ - خدا کرے اب مرجاؤن جسمین آپکا نام نہ بدنام ہو - بس -

مان - اللہ ری تیری شوخ چشمی اور زبان درازی -

سعیدہ - مین نے تو کچھ زبان درازی نہین کی - جب خواہ مخواہ آپ ملزم ہی بناتی ہین تو اپنے کو سہنے کے سوا اور کیا کرون -

مان - مین کیا جھوٹ ملزم بناتی ہون -

سعیدہ - کچھ بات بھی ہو تب معلوم ہو کہ جھوٹ ہی یا سچ - آپ بے وجہ خفا ہوتی ہین - خدا جانے کیون اپنی پیاری سعیدہ سے آپ یون ناخوش ہوگئین - آہ کیا سعیدہ آپکی لڑکی نہین ہے - کیا آپ ہی کی گود مین اوسنے پرورش نہین پائی ہی - کیا آپ ہی کی مہربانیون سے اوسنے دنیا کے نیک و بد کو نہین سمجھا - کیا خدا نے آپکو اوسپر رحم کرنیکا حکم نہین دیا - کیا ایکبارگی سعیدہ کی قسمت پلٹ گئی - کیا سعیدہ کا اتنا جینا بھی آپکو ایسا گران ہی اور آپکو اوسکی حسرت بھری بیوقت کی موت سے خوشی ہوگی - کیا آپکا دل مجکو سسکتے اور دم توڑتے دیکھکر نہ پسیجیگا ؟ (یہ کہکر سعیدہ رونے لگی -)

مان - (خود بھی غمگین ہوکر) بیٹی - سعیدہ بیٹی - آؤ مین تمکو لپٹا لون (سعیدہ کو لپٹا لیا)

سعیدہ - (زیادہ روکر) امان جان - میری امان جان -

مان - میری بیٹی - میری پیاری - آہ اپنے قسمت کی خوبی ہو - افسوس - تمھارے حالات قابل افسوس ہی نہین ہین بلکہ مجکو خون رونا پڑتا ہی - تمھارا رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھکر بھلے برادری کی عورتین بھی باتین بنا لی ہین -

سعیدہ - ہائے یہ میری بدقسمتی ہے - افسوس -

ماں - تمھارا زرد زرد چہرہ اور دوران سر دستلی کا مرض بڑے شک کا ہے -

سعیدہ - (ماں کی گود سے ہٹ کر) شک - یہ کیا ؟

ماں - ہاں ہاں شک ہی لوگوں کو اور خود مجکو -

سعیدہ - مجھ پہ ؟

ماں - بیشک -

سعیدہ - کس بات کا - ؟

ماں - یہی کہ تمھارے باہر کے نکلنے بیٹھنے میں کہیں جا بیجا صحبت ہوئی ہے جسکا نتیجہ بجاری پاک کٹنے کے سوا کچھ نہیں ہے - اور -

سعیدہ - (بات کاٹ کر) اللہ اللہ - اسکا کوئی ثبوت - افسوس یہ اتہام - بیٹی پر اور ابکے منہہ سے - زمانہ کو کیا ہوا آسمان کیوں نہیں گر پڑتا -

ماں - ثبوت تمھاری بیماری تمھاری کیفیت - ہائے میں بے نصیب کیا کروں کس منہہ سے کہوں جواب دو دن ابھی تو لوگوں میں دربردہ بدگمانی ہو پھر کھلکر کہنے لگیں گے -

یہ سنکر سعیدہ کے زرد زرد چہرہ پہ غصہ سے ایک سرخی آگئی اوسکا خون جوش کہانے لگا اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے نتھنے پھڑک اوٹھے اور تنفس کی گرم گرم ہوا جو غصہ کے اثر سے آتش خیز ہو رہی تھی ہونٹھوں کو خشک کرنے لگی - پیشانی پہ بل پڑ گئے ساتھ ہی پسینہ بھی آگیا اور چھوٹے چھوٹے قطرے ماتھے کی شکنوں میں اوتار چڑھاو طے کرکے اسکے رخسار پر گرنے لگے - اور بڑے طیش کے ساتھ سعیدہ بولی -

"آفرین ہے آپ کی ہمت پر کہ لوگوں کے منہہ سے سنکر بھی خاموش ہو رہیں اور اب خود بھی اورون کی طرف ہو کر مجھے ذلیل کرنے لگیں - ذرا تو خدا لگتی کہو - اماں جان کیا یوں ہی بہو بیٹیوں کو عیب لگا دیا کرتے ہیں "

ماں - جب آدمی ایک کام کر چکتا ہی تب پھر کہنے والے کو کوئی کیوں روک لیتا ہی -
سعیدہ - مگر جب کیا بھی ہو - کسی نے دیکھا ہو - کسی جگہ آمد رفت ہو - کوئی بات ہو - یہ غضب نہیں ہے کہ بے وجہ بے سبب ایسا سخت کلمہ کوئی کہہ ڈالے - آپ ایسی خود بدگمان نہوتیں تو کسیکی کیا مجال تھی جو کہتا -
ماں - چاہے جو سمجھو - مجھسے تو کسیکا منھ چڑھاتے نہیں بنتا - سچ ہے کہ میں آپ اسی غم میں ہتی ہوں میں کسیکو کیا جواب دونگی - بیٹی تمھاری بدولت میری آبرو میں بٹہ لگ گیا -
سعیدہ - یقیناً آپکا یہ خیال بالکل غلط ہی - میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جسپر اپنے تئیں لعنت کر سکوں مگر جب آپکا یہی خیال ہی تو مجبوری ہی - بلکہ ایسی حالت میں کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہئے کہ آپ کی بدنامی دفع ہو -
ماں - سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ چپکے سے تمھارا نکاح کر دیا جاے - خدا ہنسی خوشی عزت سے سب پار لگا دے -
سعیدہ - مگر میں کیوں ماننے لگی -
ماں - کیوں ؟
سعیدہ - اسلیے کہ بدنامی کا ٹیکا لیکر میں دوسرے گھر میں ذلیل ہونے نہ جاؤنگی - البتہ آپکی بدنامی کے خیال سے میں جان دیدینا پسند کرتی ہوں - افسوس ہے کہ مجھ پر یہ ظلم روا رکھا جاتا ہے -
ماں - ابتو حیدرآباد سے خط آچکا اکیسویں تاریخ انگلے مہینے کی اونھوں نے مقرر کی ہے جو کچھ تمنے اپنی خود مختاری سے کیا وہ بہت اچھا کیا -
سعیدہ - جب مجھسے ایسی بدگمانی ہی تب کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں میں آپکے کہنے کی پابندی کروں میں کبھی آپ کی راے کے موافق نہ کرونگی اور نہ آپ مجھسے کچھ کام رکھیں یوں ہی پڑا رہنے دیں جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا - بس معاف فرمائیے -

اس آزادانہ و بیباکانہ پاس کلمات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھ کر سعیدہ کی ماں اوٹھ کر نیچے چلی آئی لیکن سعیدہ کے دل میں ان باتون سے ایسی گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ وہ ایک خاص رائے قائم کرنے اور آئندہ امور پر کاربند ہونے کے واسطے سخت پیچ و تاب مین مبتلا ہو گئی۔

نوان باب

دیا یہ یار

ایک دم کو گر چھوٹے زندان سے

ہمنے دم آکر ترے در پہ لیا

زمانہ کو رنگ بدلتے ذرا دیر نہین لگتی بات بات مین حالات دنیا نت نئے لباس مین نظر آتے ہین۔ ایک وہ زمانہ تھا جب ہمنے ناظرین کو سعیدہ کے باغ مین نعیم سے انٹروڈیوس کرایا تھا اب ہم پھر اپنے نوجوان ہیرو نعیم سے آپ کو ملانا چاہتے ہین۔ ایک مدت گزر گئی جب وہ اسٹیشن سے سعیدہ کو روتا و سسکتا چھوڑ کر گیا تھا۔ اور گیا بھی تو اس طرح کہ عرصہ گزر گیا نعیم نے کروٹ تک نہ بدلی۔ آج ہم اوسکو اوسی سڑک پر دیکھتے ہین جو لکھنؤ سے اسٹیشن کو آئی ہے۔

آفتاب کی تیز تیز کرنین پوری گرمجوشی کے ساتھ زمین کو آگ بھبوکا بنا رہی تھین۔ کرہ ہوا کرۂ نار بن رہا تھا۔ درختون کا سایہ سورج کے سر پر آجانے کی وجہ سے ٹھیک جڑ پر پڑنے لگا تھا۔ سبزہ زار اور کھیت کمھلائے ہوئے کسی عاشق فراق نصیب کی طرح سوز دروں سے جل رہے تھے اور زمین کی نمی دھوپ کی تیزی سے بخارات بن بن کر ہوا کے ساتھ اڑتی جاتی تھی یہ وقت مسافرون کے ذرا دیر کسی جگہ ٹھہر جانے اور دم لینے کا تھا باغون اور سڑکون پر پیدل راہروون کا درختون کے نیچے اور خیمون کے نیچے ہجوم تھا۔ ایک کمانی دار یکہ پر دو نوجوان سوار ہین تیزی کے ساتھ اسٹیشن کو چلا آرہا ہے۔

ایک تو شخص ہمارا قدیم دوست نعیم ہے جو عرصہ کے بعد محبوبہ دلنواز کی یاد میں کوئے یار کا طواف کرنے کو آتا ہے۔ اسکا رنگ زرد اور چہرہ ایسا اوترا ہوا ہے کہ چھ مہینے کا بیمار معلوم ہوتا ہے۔ آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے ہیں اور آواز ایسی دھیمی ہو گئی ہے کہ بمشکل سمجھ میں آتی ہے۔ آنکھوں کی رگیں سرخ ہیں اور بال پریشان کپڑے کسیقدر کثیف ہیں مگر اوسکا رفیق اور بیانہ والا ملازم امیر ساتھ نہیں ہے۔ اسباب میں سوا اسکے ایک چرمی بکس کے اور کچھ ہمراہ نہیں معلوم ہوتا۔ لبوں پر آہیں اور دیدے اشکبار ہیں۔ ایک گھٹڑا سا اور بھی کیفیت ہے مگر وہ دوسرے مسافر کا ہے جس سے اسکے پہلے ہمارے احباب کو کچھ واقفیت نہ تھی۔

دوسرا سوار ہمارے ہیرو کا دلی دوست شفیع احمد تھا نعیم اسی کے عاریتی مکان میں رہتا تھا شفیع احمد نے باتوں باتوں میں نعیم سے سوال کیا "ہاں تو آپ پر کیا کیا مصائب گذرے جنکی وجہ سے واپسی میں توقف ہوا"

نعیم۔ والد کی علالت کی خبر سنکر عجب میں خیر آباد گیا تو اونکی حالت بہت ہی خیر بائی دو ہفتہ تک تو اونکی دن رات کی تیمارداری سے مجھے ذرا مہلت نہ ملی اوسکے بعد اونکا انتقال ہو گیا اور حسب الطلبی حضور نواب صاحب کے رامپور جانا پڑا پھر کچھ ایسے پیچ پر پیچ پڑتے گئے کہ بمبئی و کراچی و لاہور و بہاولپور وغیرہ کے آنے جانے اور بعض معاملات ریاست و زمینداری کے انتظامات میں آجتک واپس نہ آسکا طرہ یہ کہ اسی درمیان میں میں اختلاف آب و ہوا کی وجہ سے سخت علیل بھی ہو گیا تھا۔

شفیع۔ مجکو آپکے حالات پر سخت افسوس ہے اور میں اپنے معذور رہنے کی معافی مانگتا ہوں کہ کیوں ایسے ایام مصائب میں میں آپکا شریک نہ ہو سکا۔

نعیم۔ آپکی اس ہمدردی کا شکر گذار ہوں۔ مجھے خود افسوس ہے کہ اتنے عرصہ تک آپ لوگوں سے خط کتابت کرنیکا موقع نہ ملا۔

شفیع - بگر شکر ہی کہ خدا نے اوس پریشانی کو رفع کرکے ہمکو آپ کو پھر ملا یا -
نعیم - ہان خدا کا بہرحال احسان ہے - آپ کے قصبہ مین تو اب لوگون نے نئی نئی
ترقیان کی ہونگی -
شفیع - ترقی تو کیا کی - ہان ایک انجمن فی الحال ہمارے یہان قائم ہوئی ہی -
نعیم - انجمن -
شفیع - ہان ! ایک انجمن نبام انجمن اتفاق -
نعیم - کون کون لوگ شریک ہین - ؟
شفیع - ایک ہو تو بتاؤن - مکان پہونچکر فہرست دکھلاؤنگا -
نعیم - خیر -
شفیع - آپکا اسباب تو سب بخیر پہونچ گیا تھا ؟
نعیم - آپکی عنایت سے سب اسباب اچھی طرح پہونچگیا تھا - مین تو بیفکر تھا کہ جیسے خیر آباد مین
رہتا ویسے یہان رہتا مگر آپ نے بھیج ہی دیا -
شفیع - کرتے تو کیا نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ کچھ حال معلوم ہوا - پتہ آپکا مجھے یاد تھا
ذکل بہ خدا بلٹی لفافہ مین بند کرکے بھیجدی -
نعیم - مین تو مکان پہ تھا نہین میرے کارندے لالہ گرجا پرشاد کو بلٹی وغیرہ ملی تھی -
شفیع - بہرحال پہونچ گیا -
نعیم - آپ کے پھوپھا صاحب کے یہان تو سب خیریت ہی ؟
شفیع - جی ہان - آج کل تو وہ بھی تشریف لائے ہین - میرا ارادہ ہی کہ اونھین کو اپنی
انجمن کا صدر انجمن بناؤن -
نعیم - میرے خیال مین تو یہ انجمن قبل از وقت ہی -
شفیع - کیون ؟ -

نعیم - اس لیے کہ ابھی آپکی بستی مین ان خیالات کے آدمی پیدا نہین ہوے ہین ابھی تو لوگونکو
مدرسون کی تعلیم ہی سے بڑا اعتراض ہے کمیٹی و انجمن سے کیا دلچسپی ہوگی - بلکہ میرے نزدیک تو
جو لوگ نئے تعلیم یافتہ ہین وہ بھی اسی قبیل کے ہین کیونکہ وہ اپنی لیاقت و واقفیت کے
غرہ مین دوسرون کو نگاہ وقعت نہین دیکھتے اسواسطے ایسی انجمن کا چل نکلنا بہت دشوار
معلوم ہوتا ہی - خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ ایک عام انجمن قایم ہونیکی آپ کوشش کر رہے ہین

شفیع - شاید آپکا خیال صحیح ہو لیکن مین اسکو ابھی قبل از وقت اور ناقابل قبول
سمجھتا ہون - اس لیے کہ ابھی کوئی کارروائی ایسی نہین ہوئی جس سے طبایع کے
اختلاف کا اندازہ ہوسکے -

نعیم - اختلاف طبایع تو کوئی بات نہین ہے کیونکہ یہ ضروری اور لازمی بات ہی - ہر شخص کا
جداگانہ راے ہونا فطرت و قدرت کا مقتضا ہی بلکہ یہ بہت ہی عمدہ امر ہی کہ ہر کوئی اپنی
آزادانہ بیان کرے - میری گفتگو کا یہ منشا ہی کہ نئی روشنی کی ہوا ابھی ان لوگونکے دماغ مین ایسی
سمائی ہی کہ وہ سواے ظاہری قیل و قال کے کوئی امر بانتیجہ ہونے دینگے - میرا ماننے کی بات
نہین ہے مین تو جہانتک دیکھتا ہون ایسی تمام انجمنون کا مقصد صرف اتنا ہی ہوتا ہی کہ
سکرٹری یا صدر انجمن صاحب اپنی شہرت کے واسطے فرضی کارروائیون اور عظمت و شان کا
تذکرہ لکھکر روئداد شایع کر دیتے ہین اور غور کیجیے تو خالی خولی باتون کے سوا کچھ نتیجہ نہین
خیال تو کیجیے کہ اگر چند آدمیون نے باہم بیٹھکر کوون کی طرح کائون کائون اور فضول مباحثہ کی
تو کیا فائدہ ہوا - کمیٹی سے تو مطلب کچھ قوم یا ملک کی بھلائی یا گورنمنٹ کی وفاداری ہوتا ہے
یہ نہین کہ جلسہ ہوا کرسیان بچھین آئین لوگ آکر کچھ دیر بیٹھے اور دھوان دھار تقریرون کے
پل باندھے قوم پر اپنی جان نثاری بیان کی اور پھر چلتے پھرتے نظر آئے - تجویزین پاس
ہوتے وقت تو معلوم ہوا کہ بس اب سارے ملک کی اصلاح ہوگئی اور پھر کہین کچھ نہین [illegible]
بندہ تو ایسی انجمنون کا نہ قایل ہے نہ ہوگا خصوصًا جسمین لونڈون کی بھرتی ہو جنکے نزدیک

سواے تفریح یا اظہار فخر کے کمیٹی کا اور کچھ مقصد ہی نہین ہے۔

شفیع - آپکی اس نیک نیتی کی نکتہ چینی کا مین مشکور ہوا - اور اب مین بھی اپنا خیال کچھ ایسی قسم کا پاتا ہون - مین نے ابتک ان امور پر غور نہ کیا تھا - بیشک یہ راے بہت صحیح ہے تاہم جبتک کوئی اجلاس ہفوکی مستقل اسے قائم کرنا بہت مشکل ہے۔

شفیع اپنی باتون مین یہانتک پہونچا تھا کہ یکہ جو منزل مقصود پہ پہونچ گیا تھا رکا نعیم و شفیع اوتر پڑے - یہ مکان جہان ہم ناظرین کو لے آئے ہین خود شفیع احمد کا مسکونہ تھا - بیرونی پھاٹک کے بعد ایک وسیع صحن تھا جسمین صحن طرف شمال دو یہ ایک بارہ دری مردانہ نشست کی بنی تھی - بارہ دری کے سامنے ایک مختصر سا چمن تھا اوسکے بعد زنانہ مکان کی ڈیوڑھی تھی شفیع اپنے دوست نعیم کو بارہ دری مین اوتار کر اور اسباب وغیرہ رکھوا کر اندر گیا۔

شفیع احمد کو ہمارے ناول سے کوئی ایسا تعلق نہین ہے کہ ہم اوسکی تمام کارروائیون یا روزمرہ کی باتون کا مفصل حال نذر ناظرین کرین لہذا اس سے قطع نظر کرکے ہم اپنے دوست نعیم کی طرف عنان قلم منعطف کرتے ہین اسیطرح سمجھکر پہلا کام جو نعیم کو کرنا تھا وہ اپنی محبوبہ لعل قبا کی کیفیت دریافت کرنا تھی - اوسی کے واسطے وہ آوارہ وطن ہوا تھا اور وہی اوسکی تمام امیدون کا مرجع تھی - اور صرف اوسی کی ملاقات پہ ساری آرزؤن کا خاتمہ تھا۔

عشق و محبت کا برا ہو جسنے بیچارے خستہ جگر نعیم کو ایک منٹ بھی چین نہ لینے دیا اور دبی ہوئی آگ نے سینہ سوزان مین نئی تپش اس پیدا کردی - دل بیتاب نے مجبور کیا اور بلا لحاظ کسل راہ و تکلیف کے وہ فوراً تجسس حالات کی غرض سے فرودگاہ سے نکل کھڑا ہوا - اسوقت آفتاب کی کرنین ون پلٹ جانیکی وجہ سے ترچھی ہو چلی تھین مسجدون مین ظہر کی اذان ہو چکی تھی اور لوگ خداے غفار کی یاد مین زمین پر ناک رگڑ رہے تھے - ہمارا دوست نعیم گلی کوچون مین گھومتا ہوا اپنی قدیم رازدار جانکی مالن کے مکان پر گیا - دل پر ایک حالت امید و بیم کی طاری تھی اور نعیم بے اختیاری کے ساتھ جانکی کو ڈھونڈھ رہا تھا - آواز دینے سے بڑھیا ہنومان کی

جو بیمار کی طرح اندر پڑا تھا پوچھا وہ کون ہے صاحب ہیں؟"

نعیم- ہنومان- ہنومان!

ہنومان- ہان حجور- حکم- مین برام ہون- سرکار یہان چلے آدین-

نعیم- (اندر جاکر اور ہنومان کو بیمار دیکھکر) ہنومان کہو تمھاری جانکی کہان ہی؟

ہنومان- جانکی- ہاے جانکی- (رونے لگا)

نعیم- روؤ نہین بتاؤ وہ کہان ہی مجھے کچھ کام ہے-

ہنومان- سرکار دو برس ہوئے چپت ہین جب سے وہ گنگاجی کے نہان کو گئی تھی- ہائے پھر پلٹ کے نہ آئی- بھگوان جانے کیا بجوگ پڑا- رام- رام-

نعیم- کسی آنے جانے والے کی معرفت کچھ پتہ نہین ملا-؟

ہنومان- ناہین سرکار کچھ نہین-

نعیم- تمھارے میان کے یہان سب اچھے ہین؟

ہنومان- صاحب مین کا جانون- ہمکا تو چھوڑ ائے دہن ہین- مین مرت ہون- موت نہین آوت ہی- ہاے بھگوان-

ہمارے گرفتار آلام دوست نعیم کو ہنومان کی گفتگو نے سخت پیچ و تاب مین مبتلا کر دیا وہ اپنی سعیدہ کا حال دریافت کرنے کے واسطے جیون جیون ہنومان سے سوال کرتا تھا- تیون تیون وہ اور چیختا چلاتا تھا- آخر اوسکے ہاے ہاے کر دینے سے عاجز آکر غریب نعیم غمگین و پریشان ہوکر وہان سے مایوس و متاسف اپنے دوست شفیع کی طرف چلا-

دسوان باب

نئی قبر

ہائے اس کمبخت عشق کا برا ہو عجب چیز ہی جہان اسمین دل پھنسا پھر چین نصیب نہین ہوتا

افسوس ہمارا غم نصیب ہیرو نعیم اسکے ہاتھون کیسا زندگی سے بتنگ آگیا کہ الامان والحفیظ۔ اندر دل ہی کہ وہ کسی پہلو چین ہی نہین لینے دیتا اور محبوبہ دلنواز کا کہین پتہ نہین۔ نہ کوئی مونس و غمخوار ہی نہ ہمدم و دمساز۔ ساری امیدون کا سہارا ایک جانکی تھی اوسکی یہان سی بھی جواب مل چکا تھا۔ وہ خود ہی غائب تھی پھر اسکا غمگسار ہوتا تو کون؟ ہنومان کے یہان سے پلٹ کر نعیم کو ایک خاص قسم کا تردد اپنی پیاری سعیدہ کے بارہ مین پیدا ہوگیا۔ اوسکا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا تھا اور ہمت پست ہوئی جاتی تھی خصوصًا مالن کے نہ ملنے اور مفقود الخبر ہونے سے اوسکو ادھیڑبن تھی کہ آخر معاملہ کیا ہی طرح طرح کے خیالات دل مین آتے تھے اور کسی راے پر قائم نہ ہوتی تھی سوز جگر کا بخار قلب سے آہ بنکر اوٹھتا اور ہونٹھون تک آکر رک جاتا۔ آنکھین خونناب بنی ہوئی اشک حسرت بہا رہی تھین مگر افسوس کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ جو اوسکا درد دل پوچھتا۔

غیر مقام کا معاملہ ایک معزز رئیس کے گھر کی بات تھی ہر کسی سے پوچھتے اور ذکر کرتے بھی جھجکتا تھا لیکن کبتک اور کہانتک کئی دن اسی طرح گزر گئے آخر حضرت عشق کے جنون انگیز ولولون نے نچلا نہ بیٹھنے دیا اور جذب محبت نے اس بات پر آمادہ کیا کہ چلکر خود ہی سعیدہ کے مکان پہ پتہ لگانا چاہیے۔ آنکھون کی اشک ریزی اور آہون کے گھنٹا ٹوپ دھوئین سے تو کسی طرح امید رازداری کی نہ تھی لیکن محبوبہ کی بدنامی کے خیال سے دل ناشکیبا پہ جبر کیا گیا اور ضبط سے کام لیکر بہت ہی متانت و تہذیب کے ساتھ غمگین و ملول خاطر نعیم کوے دلدار کو چلا

؎ اوسکے گھر سے چلا مجھے دیکھو ۔ دل خانہ خراب کی باتین

جسوقت کا یہ ذکر ہی اوسوقت آفتاب مغرب کی طرف بہت جھک آیا تھا اوسکا تمتمایا ہوا چہرہ زرد ہوتا جاتا تھا اور ہلکی ہلکی دھوپ اونچے اونچے مکانون اور درختون سے گلے لگ کر رخصت ہو رہی تھی۔ ہرے ہرے پتون پہ سنہری کرنین لوٹتی اور الوداع کہتی تھین دن بھر کی کمھلائی ہوئی کلیان مسکرانے لگی تھین اور چڑیون کے غول کے غول چہچہاتے ہوے آشیانونکو

جا رہے تھے - وہ گرفتار مصیبت عشاق جو تمام دن کسیکے ایفاے وعدہ کی امید مین دن ختم ہونیکا راستہ دیکھتے دیکھتے پریشان ہوگئے تھے بن ٹھن کر معشوقان طناز کی ناز و انداز کا لطف دیکھنے اور ادا و غمزہ کا بار اوٹھانے کے لیے چل کھڑے ہوے تھے - ہمارا دوست نعیم آہ و افسوس حسرت و یاس کا قافلہ ساتھ لیے ہوے اپنی منزل مقصود کو چلا جاتا تھا - امید و بیم کی دو تصویرین اوسکی آنکھون کے سامنے گھوم رہی تھین - کبھی تو اوسکو سعیدہ کی خیریت معلوم ہونیکا خیال برق گل کی طرح شگفتہ کر دیتا تھا اور کبھی اوسکی جدائی کا بھیانک تصور دل و دماغ مین ایک آگ بھڑکا دیتا تھا جسکے ساتھ ہی قلب سے آہ کا بخار اوٹھتا اور دماغ مین پہونچکر آنکھون کی طرف سے پانی ہوکر نکل پڑتا -

چند مکانات اور گلیون کے بعد ہادی کا مشہور پھاٹک ملا اور ہمارا نوجوان شوق و آرزو کے ساتھ اوسمین داخل ہوا - یہ وہی مکان تھا کہ جہان ہمارے دوست کو اپنی ہزارون تمناؤن کے پورے ہونے کی امید تھی اور جسکے نظارہ کے لیے اوسکا دل گدگدا رہا تھا - یہان آتے صحن مین چند مونڈھے پڑے تھے پاس ہی ایک چوکی تھی جسپر بیٹھا ہوا ہادی کچھ وظیفہ پڑھ رہا تھا نعیم نے جھک کر اوسے سلام کیا اور اشارہ سے جواب پا کر ایک مونڈھے پر بیٹھ گیا - ہادی کے ہونٹھ اور ساتھ ہی تسبیح کے دانے جلد جلد حرکت کر رہے تھے اور وہ خود بھی ہلتا جاتا تھا نعیم مونڈھے پر بیٹھ کر اپنے خیالات کے دریا مین غرق ہوگیا بار بار زنانے مکان کی طرف نگاہ اوٹھاتا اور پھر جھکا لیتا - ادھر ادھر دیکھتا مگر کوئی مونس و غمخوار نظر نہ آتا بیساختہ آہ زبان پہ آتی اور خوف کی وجہ سے لب بند کر لیے جاتے -

خدا خدا کرکے ہادی نے وظیفہ ختم کیا اور مزاج پرسی کرکے آواز دی "احمد احمد" اس آواز کے سنتے ہی زنانہ مکان سے ایک نوعمر لڑکا چھڑی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا - جسکو دیکھ کر نعیم نے کہا "اخاہ! میان محمد احمد اچھے رہے"

محمد احمد - الحمد للہ - آپ تو مع الخیر ہین - آج مدت بعد دیدار نصیب ہوے -

نعیم - شکر ہے - اور تو سب خیریت ہے؟
محمد احمد - جی ہان - اللہ کا احسان ہے - معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ بیمار تھے -
ہادی - احمد آپ کو (نعیم کی طرف اشارہ کرکے) مین نے نہین پہچانا -
محمد احمد - آپ خیرآباد کے رہنے والے ہین - عرصہ تک یہان قیام رہا ہے کسی وجہ سے مکان چلے گئے تھے - اب پھر تشریف لائے ہین - یہان ہیڈ ماسٹر صاحب سے بطور خود کچھ مدرسہ کا علم پڑھتے تھے -
ہادی - (نعیم سے) کیا آپ احمد سے ملنے آئے ہین؟
نعیم - (ہادی کو قرینہ سے پہچان کر) مین خاصکر تو کسی سے ملنے نہین آیا صرف خیریت دریافت کرنے کے واسطے حاضر ہوا ہون - عرصہ تک یہان رہنے کی وجہ سے ایک انس سب حضرات سے ہوگیا ہے - مین خیال کرتا ہون کہ یقیناً آپ کا اسم مبارک ہادی حسین صاحب ہے -
ہادی - جی ہان - مجھے ہادی حسین کہتے ہین - اسوقت مجھے ایک جگہ جانا ہے تفریح کو جی چاہے تو آپ بھی چلین -
نعیم - (اس خیال سے کہ شاید کچھ کیفیت معلوم ہو) بسر و چشم -
اتنی گفتگو کے بعد نعیم و ہادی حسین و محمد احمد تینون آدمی مکان سے چلے چونکہ ہادی کے مکان کا دروازہ آبادی کے اندر جانب کو تھا اسوجہ سے گلی مین ہو کر جانے کے بجاے وہ احاطہ کے اوس دروازہ سے جو اب اوسنے پھلواری کی طرف لگوالیا تھا ہو کر پھلواری مین آیا - نعیم یہان کی بہار اور اپنی ابتدائی آمد و رفت سعیدہ کی ملاقات - فوارہ و گملون و چاندنی کی سیر یاد کرکے بہت ہی مضطرب ہوا مگر سواے ضبط کے چارہ نہ تھا چار و نا چار سرسری طور پر ادھر اودھر دیکھتا ہوا پھلواری سے باہر نکلکر ہادی کے ہمراہ باغ کی طرف متوجہ ہوا -
چلتے چلتے یہ لوگ بستی سے دور ایک گھنے باغ مین پہونچے اِس باغ کے گرد بہت عمیق کھائی کھودی ہوئی تھی اور مینڈ پر ناگ پھنی و گھاٹ کے جھنڈ چارون طرف کا راستہ بند کیے ہوے تھے

صرف ایک ہی تنگ راستہ تھا آگے آگے ہادی اوسکے پیچھے احمد و نعیم اس باغ کے اندر داخل ہوے اب آفتاب قریب غروب تھا لہذا واپسی کی عجلت کے لحاظ سے ہادی اون قبرون پر جو یہان بنی ہوئی اپنی حسرت و مایوسی کا سمان دکھا رہی تھین فاتحہ پڑھنے لگا - فاتحہ پڑھتے پڑھتے دفعتہً اوسنے ”ارے یہ کیا معاملہ ہی؟“ کہا اور ایک قبر کے پاس جاکر جھک گیا - اس قبر کی مٹی کچھ تر اور بالکل نئی تھی - ہادی حسین کے اس طرح تردد آمیز کلمہ کہنے سے محمد احمد بھی ادھر متوجہ ہوا اور قریب جاکر کہا ”ابا جان بیشک یہ کیا بات ہی - کچھ سمجھ مین نہین آتا“

باپ بیٹون کی رازدارانہ گفتگو سے نعیم کو بڑا اخلجان پیدا ہوا لیکن وہ دخل در معقولات کرنا پسند نکرتا تھا اسواسطے اذان کی آواز سنکر اوسنے ہادی کو نماز مغرب کے لیے پکارا اور تینون نے ملکر فریضۂ مغرب ادا کیا لیکن جو تردد ہادی کو تھا اوسکا اندازہ نعیم کو اس بات سے اور بھی ہوتا تھا کہ نماز پڑھانے مین ہادی ہانپتا جاتا تھا اور قرأت و تعدیل ارکان مین بہت عجلت سے کام لیتا تھا - خدا کے فرض سے فرصت پاکر پھر احمد نے وہی فقرہ کہا ”ابا جان کیا معاملہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا“ نعیم کو تاب نہ رہی اور اوسنے ہادی سے کہا ”اگر قصور گستاخی معاف فرمائیے تو مین یہ دریافت کرنے کی درخواست کرتا ہون کہ آپ کو کس امر سے تعجب ہے - مجھ سے بتانے کے قابل ہو تو بیان فرمائیے شاید مین بھی کوئی راے قائم کرسکون“

ہادی - مجھے آپ سے بیان کرنے مین کچھ عذر نہین ہے مگر شاید آپ سے بیان کرنا سوا اسکے کہ آپ کو تردد مین ڈالا جاے کچھ نتیجہ نہین رکھتا -

نعیم - جب مین آپ کے ہمراہ یہانتک آیا ہون تو خوشی سی اوس تردد مین بھی شریک ہونیکو تیار ہون جو آپکو ہی -

ہادی - جناب من! مجھے یہ تردد ہی کہ یہ قبر نئی کسکی ہی -

نعیم - کیون؟ کیا آپ کو اسکا علم نہین ہی؟

ہادی - نہین -

نعیم۔ قبرستان کسکا ہی؟
بادی۔ میرا۔
نعیم۔ تو بیشک تعجب کی بات ہی۔
بادی۔ بلکہ زیادہ تر تعجب کی۔
نعیم۔ بیشک۔ مگر وجہ۔؟
بادی۔ وجہ یہ ہی کہ اس نئی قبر کی جگہہ پر ایک قبر تخمیناً دو سال کی تھی۔
نعیم۔ دو سال کی قبر تھی۔ پھر کیا کسی نے اوسے کھود ڈالا۔ یا اوسی مین غلطی سے دوسرا مردہ دفن کر دیا؟
بادی۔ اسکے سوا اور کیا کہا جائے۔
نعیم۔ قبر کا نشان مٹ گیا ہوگا اسی وجہ سے یہ غلطی ہوئی۔ لیکن زیادہ تر تعجب تو اس بات کا ہے کہ آپ کو علم نہین ہے۔
بادی۔ ابھی اوس پنجشنبہ کو مین آیا تھا تب تک تو نشان اچھی طرح سے تھا البتہ خام قبر تھی۔ اور آپ دیکھتے ہین کہ سب قبرین خام ہین۔ سوا دو ایک کے جنپر پتھر کی سل رکھی ہی۔
نعیم۔ کسی سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کسکی کارروائی ہی۔
بادی۔ یہان کس سے پوچھا جائے؟ افسوس!
نعیم۔ اور یہ قبر کسکی تھی۔؟
بادی۔ صاحب میری لڑکی کی قبر ہی۔ اوسکی شادی ہونیوالی تھی۔ دفعتہً ایک روز رات کو درد گردہ مین مرگئی۔
نعیم۔ کیا آپ کی کئی صاحبزادیان ہین؟
بادی۔ جی ہان۔ یہ بڑی لڑکی تھی۔

خدا جانے اس کلمہ مین کیا بات تھی کہ نعیم کو سکتہ سا ہو گیا بے اختیار آہ کرکے چیخنا چاہتا تھا لیکن افشا ے راز کے خیال سے دل پر جبر کرکے چپ ہو رہا تاہم درد دل نے بیتاب کر دیا اور اگر وہ زمین پر ایک درخت کی جڑ سے تکیہ لگا کر بیٹھ نہ جاے تو گر پڑنے سے سخت چوٹ آوے - ساری آرزؤنکا خون ہو گیا اور ہجوم اندوہ ویاس نے دیوانہ بنا دیا - ہادی و احمد خود انتشار مین تھے اسوجہ سے اونکو اس طرف مخاطب ہونے کا موقع نہین ملا - اتنے مین دور سے ایک آدمی چراغ ہاتھ مین لیے ہوے آتا دکھائی دیا - اور ہادی و احمد اوس طرف دیکھنے لگے - یہ آدمی جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا اسی باغ مین چلا آیا اور ہادی وغیرہ کو دیکھکر ایک جگہ ٹھٹھک کر ٹھہر گیا - اسکے اس طرح رُک جانے سے ہادی کو کچھ خیال پیدا ہوا اور اوسنے نعیم کی طرف مخاطب ہو کر کہا "دیکھیے وہ کوئی شخص روشنی لیکر آیا ہے - غالباً اس سے کچھ پتہ چلے - آئیے اوس سے دریافت کرین" ، اس فقرہ کو سنکر بمشکل نعیم سنبھلا اور اوسکے ہمراہ نووارد کی طرف روانہ ہوا -

قریب پہونچکر معلوم ہوا کہ یہ شخص کوئی عورت ہی جو سر سے پیر تک ایک چادر اوڑھے اور ایک بچہ گود مین لیے ہے - ہادی نے اوسکے پاس پہونچکر پوچھا "تم کون ہو اور یہان کیون آئی ہو؟"

عورت - سرکار مین پاس کے ایک گاؤن مین رہتی ہون - یہان قبر پر چراغ جلانے آئی ہون

ہادی - تمکو یہان چراغ جلانیکا کیا حق ہی؟ اسلیے کہ یہ قبرستان میرے یہان کا ہی -

عورت - (غور سے ہادی کی طرف نگاہ کرکے) آپکا قبرستان ہی؟ ایّن کیا آپ ہادی میان ہین - میرے آقا - میرے مالک -

یہ کہتے ہی عورت نے برقعہ سر سے اوتار ڈالا اور جانکی مالن ہادی وغیرہ کے سامنے موجود ہو گئی - ہادی و احمد تو تعجب سے اوسے دیکھتے ہی رہی لیکن بیچارے درد دست

نیم سے نہ رہا گیا اور اوسنے بڑے اشتیاق سے پوچھا "جانکی خیر تو ہی"

جانکی - (نعیم کو دیکھکر) خیر میان خیر آہ (آنسو گر پڑے)

نعیم - جلد بتاؤ جانکی - جلد - اب توقف کا وقت نہین ہی (لڑکے پر نظر غور کر کے) یہ پیارا بچہ - خداوند ارحم!

جانکی - میان گھبرانے کی بات نہین ہے - جو مالک کی مرضی اوسمین کیا اختیار - سنبھلے ابھی مین آپ سے بہت کچھ کہونگی -

نعیم - آہ! میری کمبخت تقدیر - افسوس!

ہادی کو ان باتون سے اور بھی سخت تعجب ہوا اور وہ مبہوت سا جانکی و نعیم کو دیکھنے لگا - جسکی حیرت و استعجاب کا اندازہ کر کے جانکی نے کہا "سرکار آپ گھبرائین نہین - مین جو کچھ بھید ہے سب بتائے دیتی ہون - آپ جانتے ہونگے کہ جانکی تو گنگا کا اشنان کرکے گھر ہی نہین آئی پھر اب کہان سے آگئی - یہ سب ابھی آپکو معلوم ہوا جاتا ہی - مگر ذرا صبر کیجیے تو - آئیے - اس طرف کہین بیٹھ جائیے - ابھی کچھ بہت رات بھی نہین آئی" اس فقرہ کا جواب دینے کے بجائے ہادی و نعیم و احمد ایک جگہ پہ اکٹھا ہو کر بیٹھ گئے اور جانکی نے نئی قبر پہ چراغ رکھدیا اور خود ان لوگون کے پاس آکر زمین پہ بیٹھ گئی -

گیارھوان باب

پچھلی سرگذشت

چاندنی نکل آئی تھی اور درختون سے چھن چھن کر زمین پہ پڑ رہی تھی - اسکی سفید روشنی مین یہ لوگ یعنی ہادی وغیرہ ایک دوسرے کا چہرہ بخوبی دیکھ سکتے تھے ہادی و احمد متحیر اور نعیم رنج و غم مین مبتلا تھا - جانکی نے جیسے ہی گفتگو کا سلسلہ

پیچھٹرنا چاہا دلیسی ہی ہادی بولا - پہلے تم مجھے اس قبر کا حال بتا دو "

جانکی - سرکار مین سب حرف حرف بیان کر دونگی - مگر آپ بھی لگا کر چلیے جو مین کہون اوسکو سن لیجیے -

ہادی - سننے کو تو مین موجود ہی ہون مگر مجھے سخت خلجان ہی کہ یہ قبر میری بڑی لڑکی سعیدہ کی ہے جسے مرے دو برس ہونے آئے اور آج مین اسے نئی کھدی ہوئی پاتا ہون اسمین کیا اسرار ہے -

جانکی - ہان صاحب قبر اوکھین کی ہے - نئی ہونے مین کوئی بھید نہین ہے اور جو کچھ بات ہے وہ ابھی آپ کو معلوم ہوئی جاتی ہے -

ہادی - اچھا کہین جلد کہو -

جانکی - سنیے سرکار - مگر پہلے قسم کھائیے کہ سنکر پھر مجھ سے خفا نہو جیے گا - اور اسکا کہین ذکر نہ کیجیے گا -

ہادی - (اضطراب سے) خدا کی قسم مین تمکو کچھ نہ کہونگا - بلکہ جو تم بیان کرو گی اوسکو سنکر راز کی طرح دل مین رکھونگا -

جانکی - سرکار! یہ تو آپ جانتے ہی ہین کہ آپکے مالی ہنومان کی لڑکی ہون - باپ کی نوکری کے حیلہ سے بچپن سے اندر زنانی ڈیوڑھی مین میری آمد و رفت تھی اور روز کے آنے جانے سے چھوٹے بڑے سبکا ذرا ذرا حال مجھے معلوم ہی - گھر کے بہتیرے کام میری معرفت ہوا کرتے تھے - کبھی کبھی لڑکیون کو سودا سلف لا دیا کرتی تھی پان پھول ترکاری پہونچا تا تو گویا میرا کام ہی تھا - اسی آنے جانے مین مجھ سے بڑی بٹیا سے بڑی محبت ہوگئی - وہ مجکو بہت چاہنے لگین -

بٹیا کی عادت تھی کہ کبھی کبھی پھلواری مین دروازہ بند کر اکے سیر کو آجایا کرتی تھین کیونکہ لڑکپن مین کسی میم سے انگریزی پڑھی تھی اور اونکا خیال تھا کہ آدمی کو تندرستی کے واسطے

گلزار کی سیر ضرور کرنا چاہیے - اس سیر میں وہ کسی اپنی بہن یا اور سہیلی کو ساتھ نہ لاتی تھیں اونکو کاؤن کاؤن بھلا نہ معلوم ہوتا تھا - مجکو بات چیت کا تمیز نہ تھا مار مار کے اونھون نے لکھنؤ کی سی بولی سکھائی الف بے اور مفید المبتدی مجکو چھپا کر پڑھایا - لکھنا بھی چاہتی تھیں مگر اوسکا موقع نملا -

ایکدن عادت کے موافق وہ سیر کرنیکو آئیں میں بھی ساتھ ہو گئی گھومتے گھومتے ایک درخت کے پاس پہونچیں تو ایک نوجوان آدمی دکھائی دیا جسپر وہ ریجھ گئیں مگر خدا جانے کس خوف سے مکان کو چلی گئیں اونکے جانیکے بعد وہ آدمی مجھے ملا اور مجھ سے اپنی پریشانی بیان کر کے بی بی کے پاس پیغام لیجانے کو کہا میں نے اوسکو منع کر دیا کہ یہاں نہ آیا کرو لیکن اوسکا ذکر بی بی سے کیا - اونکے دل میں بھی چوٹ لگ چکی تھی مجھ پر بہت خفا ہوئیں اور اس بات پر مجبور کیا کہ آئندہ کبھی موقع ملے تو اوس سے ملاقات کرادوں -

آپ جانیں مثل مشہور ہے جن ڈھونڈھا تن پایا - دونوں دلوں کو ایک دوسرے کی چاہ ہو چکی تھی اور ملاقات کا شوق دلوں میں بھرا ہوا تھا وہ آدمی پھر باغ میں آیا اور بیوی سے ملاقات ہوئی - محبت کی آگ دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئی اور بار بار کی آمد رفت سے عشق کا درجہ ہو گیا - بی بی تو چاہتی تھیں کہ چھپ کر کہیں چلی جائیں مگر اوس جوان نے نمانا -

ہادی - کیا؟ اوس جوان نے نمانا - عجیب طبیعت کا آدمی تھا - جب عورت خود تیار تھی تو نماننے کا کیا سبب؟

جانکی - ہاں سرکار اوسنے نمانا وہ بڑا نیک اور خدا ترس آدمی تھا اوسنے خدا کا خوف کیا اور بی بی کو ایسی حرکت سے منع کیا - مگر اونکا دل نمانتا تھا آخر ایک دن کہیں بھاگ جانیکا سامان کر کے وہ میرے ساتھ پھلواری کے اوس طرف اسی مقبرے میں آئیں یہاں وہ جوان پہلے سے ایک فقیر اور اپنے نوکر سمیت موجود تھا - فقیر کے سمجھانے سے بی بی نے بھاگنے کا خیال بدل دیا اور اوس آدمی نے اپنے نوکر و فقیر کو گواہ کر کے نکاح پڑھ لیا - اس کارروائی کے بعد فقیر ایک کونہ میں چلا گیا اور جھولی سے ایک چھوٹی سی کتاب نکالکر بیوی کو دیکر خود باہر چلا گیا

پھر مین اور اوس جوان سے نوکرنے ملکر دوبارہ اسباب مکان مین لاکر رکھا اور کمرے کی پشت کی طرف سے اوس شخص کی آمدرفت ہوگئی -

تھوڑے دن گذرنے کے بعد وہ جوان اپنے دیس چلا گیا - اور وس پندرہ دن مین آنیکا وعدہ کر گیا - جدائی کے زمانہ مین دن رات سعیدہ بی بی کو روتے گذرتی تھی فقیر کی دی ہوئی کتاب پڑھکر اونکا دل مسلتا جاتا تھا توبہ توبہ کرنے یا رونے کے سوا کوئی کام نہ تھا - ماں باپ کی طرف سے خفگی بلکہ جان کا خوف تھا کیونکہ دریاد مین نسبت ٹھہر چکی تھی اور اودھر جوان کی صحبت مین امید پڑ چکی تھی جو کسی طرح چھپنے کی بات نہ تھی -

راستہ دیکھتے دیکھتے اوکتا گئین اور جوان نہ آیا کہ کوئی تدبیر کیجاتی - اودھر نکاح کی تاریخ مقرر ہوگئی - اسوقت سعیدہ کی جو حالت تھی مین خوب جانتی ہون آخر تن بتقدیر کہین نکل چلنے کی صلاح ٹھہری اور مین گنگا کے اشنان کا بہانہ کرکے اونکے ساتھ چلنے کو تیار ہوئی رات کی اندھیری مین دو جوڑے کپڑے دو تین کتابین کچھ زیورا اور نقد روپیہ لیکر ہم دونون الیٹھی چھوڑکر چلدیے - سعیدہ نے مجکو بھی دربردہ مسلمان بنایا تھا ہم دونون چوڑیدار پائجامے اور گزی کے کرتے پہنے فقیرن بنی ہوے دریا کی طرف ایک نالے مین جا کر بیٹھ رہے - پھر صبحکو ایک قریب کے گانون مین جاکر مین نے ایک فقیرن سے اوسکی یہان رہنے کی اجازت مانگی اور دونون آدمی وہان جاکر رہنے لگے -

فقیرن گھر کی اکیلی اور بہت بڈھی تھی ہمکو اپنی لڑکیان بناکر رکھا اوسکے پاس پیرپیہ قصہ تھا جسکو اوڑھکر مین قصبہ مین سودا سلف لینے کو جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی سلائی وغیرہ کا کام بھی لاتی تھی اسی سے ہماری گذر ہوتی تھی سعیدہ یہان سعدیہ کے نام سے اور مین اللہ بندی مشہور ہوگئی - جوان کا پتہ نہ معلوم تھا اور پھر کسی وقت ملاقات کی امید تھی تو یہین الیٹھی مین اسواسطے اسی جگہ کا رہنا پسند کیا - اور بڈھی فقیرن کے مرجانے پر اوسکا مکان ہمارے قبضہ مین آگیا -

اپنے آنے کے پانچ سات روز بعد مین نے کانون مین سعیدہ کے مرنے کی خبر سُنی
جسکو مین سمجھ گئی کہ بات چھپانے کے واسطے مشہور کی گئی ہے اور اس سے ہمکو اطمینان بھی
ہو گیا- حمل کی مدت پوری ہونے پر سعیدہ کے یہ لڑکا پیدا ہوا جو اوسکی مصیبت بھرے
دل کی تسلی کا سبب تھا- لیکن جوان کی راہ دیکھتے دیکھتے آخر وہ بیمار پڑ گئی اور
بیماری بڑھتی گئی- راز کھل جانے کے ڈر سے اوسنے دوا بھی نہ کی وہ رو رو کر
کہتی تھی کہ یہ میرے اعمال کی سزا ہے- اوسکی بڑی تمنا تھی کہ ایک نظر اپنے
ماں باپ کو دیکھ کر اونسے سب حال کہہ کے قصور بخشوا لے مگر بدنامی کے خوف سے
اس سے بھی مجبور رہی- آخر ہاتھ پیر رگڑتے رگڑتے پرسون دنیا سے کوچ کر گئی-
مرتے مرتے اوسنے مجھ سے وصیت کی کہ جو قبر میرے نام سے بنی ہے اوسی مین
مجھے دفن کروانا اور بعد اسکے جب موقع ملے تو میرے گھر جاکر میرے ماں باپ سے
سب حال ضرور کہہ کے یہ لڑکا اونکے سپرد کر دینا کہ اسکو اسکے دادہال پہونچا دین
اور اسکے باپ کو میرا پورا حال لکھ کر سمجھا دین کہ وہ میری اس نشانی (لڑکے) کی
پرورش کے واسطے اپنے دل پر جبر کرکے دنیا دارانہ زندگی بسر کرین-
اونکے مرنے کے بعد مین نے دو تین آدمیون کو کچھ دے کر راتون رات
یہان قبر کھدوائی اور اسیطرح لیجاکر لاش کی نماز پڑھوا کر یہان لاکر دفن کر دیا- یہ ہے
ساری حقیقت آپ کی بیٹی کی-
جانکی کی تقریر سُنکر ہادی اور احمد بے اختیار رونے لگے اور نعیم تو پہلے ہی سے
بیہوش سا ہو رہا تھا ایک چیخ مار کر گر پڑا- نعیم کی چیخ کے ساتھ ہی ہادی بولا
افسوس مین نے اپنی عزت آپ کھو دی اس اجنبی آدمی کے سامنے تمام داستان
اپنی رسوائی کی سُنی اور اسکا خیال نہ آیا- یہ اپنے دل مین کیا کہتا ہوگا، جسکے جواب مین
جانکی نے کہا "حضور! مین بتانے کو بھول گئی وہ نوجوان یہی ہے جو آج بہت

دنون کے بعد دکھائی پڑا ہے"

یہ پتہ پاکر کچھ افسوس اور کچھ حسرت کے ساتھ ہادی نے احمد کی مدد سے نعیم کو اوٹھایا بمشکل اوسے ہوش ہوا تو نعیم نے استعفا ء قصور کی درخواست کی جسکا جواب بہت ہی متانت سے ہادی نے اِن الفاظ مین دیا «جو کچھ منظور خدا تھا ہوا اب مین اگر تمکو ملامت کرون تو فضول ہے - مگر تمھین بھی صبر سے کام لینا چاہیئے" اسکے بعد سب لوگ ہادی کے ساتھ اوسکے مکان پر آئے ہادی نے اپنی بی بی سے تمام سرگذشت بیان کی اور میان بی بی نے نعیم کی بہت تسکین کر کے اوسے روکنا چاہا لیکن اوسنے امیٹھی کا قیام خالی از شر نہ دیکھ کر ایسا کچھ انتظام کیا کہ قبل طلوع صبح صادق اپنے پیارے بچے یعنی محبوبہ کی نشانی کو جسکا نام بیادگار اوسکی مان کے سعید رکھا تھا لیکر اپنے وطن کی راہ لی اور جانکی کو بھی جس سے سعید بہت مانوس تھا ساتھ لیتا گیا - فقط

خاتم الطبع

۱۱۸۰۵

الحمد للہ والمنۃ کہ ناول خون آرزو جو جناب منشی محمد احسن صاحب مشتی بلگرامی سلمہ اللہ تعالی کی تالیفات سے نہایت دلچسپ حسرت انگیز نتیجہ خیز ناول ہے بعد حفظ حق تالیف دوسری بار ماہ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء مطبع نامی لکھنؤ مین باہتمام

خاکسار ابو الحسن قطب الدین احمد

غفر اللہ الصمد کے طبع ہوا

اشتہارات

اطلاع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]